

آؤ لو گو کیسین نور خدا پاؤ گے :۔ دوتین طور ستلی کا بتایا منے

# ریو لو اور لیج

یعنے لفظ پر  
دنی کے انداز پر

نمبر ۶

بابت ماہ جون ۱۹۷۰ء

جلد ۴

## فہرست مضامین

مفت مالک کی عیث ۲۳۸  
ریو لو ۲۵۰

زلزلہ کی خبر بار سوم ۲۳۳  
۲۳۲

پروہ اور تقد و ازواج کے ۲۱۳  
شعلق چند اور باتیں - ۲۳۸

رؤیا والہامات ۲۵۱  
سلسلہ احمدیہ مالک عربی ۲۵۲

ضروری گذارش لایق توجہ گورنمنٹ ۲۳۸  
۲۳۹

الندامن حی السماء - ۲۳۸

صفحہ نمبر ۲۰۱ تا ۲۱۱

قادیان ضلع گورداسپور سے ۲۰ جون ۱۹۷۰ء کو بینچر بکیزین کے اہتمام سے شائع ہوا۔ چاند سالانہ ع

# سلسلہ احمدیہ ممالک غریبی میں

ہمارے دوست جنکے اخراجات سے میگزین انگریزی ممالک غریبی میں بھیجا جاتا ہے اس خبر کو سن کر بہت خوش ہو گئے کہ خدا کے فضل و کرم سے ان ممالک میں وہ انسان پیدا ہوتے جاتے ہیں جن کے دلوں میں نہ صرف اس سلسلہ کی صداقت ہی اثر کر گئی ہے بلکہ اس کی اشاعت کا جوش بھی پیدا ہو گیا ہے چارلس سیورائٹ صاحب جو ملک اسٹیرا کے رہنے والے ہیں اور جو گذشتہ سال میں اس ملک ہند میں بھی آئے تھے اور مختلف جگہوں پر لکچر دیے تھے اب خدا کے احسان سے بصدق دل اس سلسلہ میں داخل ہو چکے ہیں ان کا اسلامی نام عبدالحق ہے۔ انکے تازہ ترین خطوط جو اس عاجز کے نام آئے ہیں ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ اب انکے دل میں یہ تڑپ لگ رہی ہے کہ اس سلسلہ کی اشاعت امریکہ اور دیگر ممالک میں کریں اور لوگوں کو اس صداقت کی طرف بلائیں۔ اس وقت وہ اسٹیرا میں سے نکلتے ہیں۔ نیوزیلینڈ پہنچ چکے ہیں اور بحارم امریکہ ہو رہے ہیں۔ نیوزیلینڈ سے انکے دو خط رقم کے نام آئے ہیں جو اخبار بدس میں شائع ہو نیکیے لیے دیدیے گئے ہیں۔ ان خطوط سے یہ عجیب بات معلوم ہوتی ہے کہ کس طرح اللہ تعالیٰ جن لوگوں پر اپنا فضل کرنا چاہتا ہے انکے دلوں کو کھول دیتا اور انکو شرح صدر عطا فرماتا ہے جس سے انکے دل انوار الہی کی قبولیت کیلئے تیار ہو جاتے ہیں عجیب بات ہے کہ اس ملک میں وہ طبعیتیں موجود ہیں جو باوجود سمجھانیکے نہیں سمجھتیں۔ اور ایک ایسے دور دراز ملک میں خدا تعالیٰ نے ایک شخص کو جس کا قادیان میں قیام صرف ایک رات کیلئے تھا وہ شرح صدر عطا فرمایا ہے کہ وہ ان نشانوں کے پورا ہونے پر خوشی ظاہر کر رہا ہے مسٹر عبدالحق نے صرف اشتہار الوصیت پڑھا ہے جو اب کے رسالہ میں شائع ہوا تھا۔ اور جس میں حضرت اقدس کا یہ کشتی نظارہ کہ دردناک موتوں سے عجیب طرح پر شور قیامت برپا ہے اور آپ کا یہ الہام کہ: — عفت الدیاد محلہا و مقامہا شایع ہوا تھا۔ اور اس رسالہ کے پوچھنے کے ساتھ ہی انہوں نے اخبار میں ۴۔ اپریل کے زلزلہ کی جو صحیح نمونہ قیامت تھا خبریں پڑھیں اور انکی حق پسند طبعیت نے معاً سمجھ لیا کہ یہ وہی خدا کا کلام پورا ہوا جس کی خبر الوصیت میں دی گئی تھی۔ چنانچہ اس پیش گوئی کے پورا ہونے پر انہوں نے اپنے خط میں بہت ہی اظہار خوشی کیا ہے اور سجدات شکریہ بالاسم میں اور انہوں نے لکھا ہے کہ میں اس عظیم الشان نشان کے پورا ہونے کی خبر سہر جگہ اپنے دوستوں کو لکھ رہا ہوں۔ اس سے قیاس کیا جاسکتا ہے کہ ان مغربی ممالک میں کثرت سے ایسی حق پسند اور مستعد طبعیتیں ہیں جو صرف پیغام کے پوچھنے کی منتظر ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جنکی خبر اللہ تعالیٰ اس سے کچیس سال پہلے براہین احمدیہ میں الہام ثلاثہ میں الاخرین میں دیکھا ہے یعنی ایک جماعت مسیح موعود کو ان لوگوں کی دیبا و گی جو چھپے انیوالے ہونگے یعنی غیر قوام میں سے اس سلسلہ کو قبول کر کے اسلام میں داخل ہو گئے ایسا ہی ایک اور خط ایک لیڈی کا ہے جسکا نام رچ وے ہے جو اپنی خوشی اسی امر میں ظاہر کرتی ہیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

## پردہ اور تعدد ازواج کے متعلق چند اور باتیں

قوانین نکاح کا جو اثر انسان کی تمدنی ترقی پر پڑتا ہے اسکے متعلق مغربی ممالک میں آج کل خاص طور پر بحث چھڑی ہوئی ہے اور اگرچہ پردہ اور تعدد ازواج کے مضمونوں پر اس رسالے میں ہر پہلو سے بحث ہو چکی ہے مگر مغربی حبشیہ کو مد نظر رکھ کر یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ چند متفرق باتیں اور اس جگہ اکٹھی کر دی جائیں۔

ولایت کے مشہور رسالہ فارنایٹلی ریویو میں ایک نامہ نگار لکھتا ہے کہ موجودہ طرز زندگی کے بہت کم پہلو ایک غور کر نیوالے انسان کو اس قدر حیرت میں ڈالتے ہیں جیسے کہ وہ رواج جس کے رو سے مرد و عورتوں کے نکاح پر کوئی بحث کرنا اس علمی زمانہ میں بہت بُرا سمجھا جاتا ہے اور پھر آگے چل کر لکھتا ہے کہ اس خاموشی کی کوئی وجہ ان واقعات کو تلاش کرنے سے نہیں ملتی جو سوسائٹی کی سطح کے نیچے اپنا اثر پیدا کر رہے ہیں یہ ایک ایسا مضمون ہے کہ اس کی طرف پہلے کو توجہ دلائیے کیلئے کسی مبالغہ آمیز بیان کی ضرورت نہیں اور نہ کسی واقعہ کو ڈراؤنے رنگ میں پیش کرنے کی ضرورت ہے بلکہ ہماری روزمرہ زندگی کے بعض پہلو ایسے ہیں کہ ان کا بیان کر دینا ہی بیسویں صدی کی تہذیب کی افسوسناک حالت کو ظاہر کرتا ہے۔ اس چیز کی موجودگی جس کو تمدنی بدی کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ اور اس کے بد نتائج خواہ وہ بلا واسطہ پیدا ہوتے ہیں یا بالواسطہ وہ عام طور پر پھیلی ہوئی خفیہ بدکاری جو بیاہرے ہوؤں اور نہ بیاہرے ہوؤں میں یکساں طور پر موجود ہے۔ وہ اوباشی حوصلہ لکیر کھاتی ہے اور جس نے سچی فطرت کو بھی آخر کار برباد کیا ہے۔ یہ سب باتیں اس قدر قطعی نتیجہ پر پہنچاتی ہیں کہ مرد و عورت کے تعلقات کے سوال کا ابھی تک سوسائٹی نے جراثیم سامنا نہیں کیا، مگر ان افسوسناک واقعات کے جو مذہب سوسائٹی کی جڑ میں گہرا کلچ لگے ہوئے ہیں اور اسے دن بدن کمزور کر رہے ہیں۔ آخر ایسا نمایاں اثر دکھایا ہے جسکو دیکھ کر مجبوراً یورپین اقوام کو اپنے قوانین نکاح اور مرد و عورت کے تعلقات کے رواجوں کی غلطی کو۔۔۔

تسلیم کرنا پڑا ہے اور ان قوانین کو از سر نو بنانے کی ضرورت پیش آئی ہے اور مہر خاموشی کو آخر توڑنا پڑا ہے پناہ چھ چند ہی سال کے عرصہ میں یہ سوال اب عام طور پر پوچھا جانے لگا ہے کہ یورپ کے مرد جب قوانین نکاح کس حد تک قابل تسلیم ہیں اور سوسائٹی میں جن بدکاریوں کے پھیلانے کا یہ موجب ہوئے ہیں وہ نہ صرف ناولوں اور کہانیوں کے رنگ میں ہی کھول کھول کر بیان کی جانے لگی ہیں بلکہ بڑے بڑے فلاسفروں اور مشہور مصنفوں نے بھی آخر اس طرف توجہ کی ہے اور تشخیص مرض کیلئے مختلف کوششیں کی جا رہی ہیں۔ عام طور پر موجودہ رواجوں سے بیزاری ظاہر کی جا رہی ہے اور نئے قانون کے مروج کرنیکی تجویزیں پیش ہو رہی ہیں مگر جیسا کہ ان حالات کے ماتحت ہوا ہی کرتا ہے پہلی کوششیں جو اس بارے میں کی گئی ہیں ان میں اکثر غلط پہلو اختیار کیا گیا ہے اگرچہ ساتھ ساتھ ہی صداقت کی شعاعیں بھی اپنی چمک دکھانے لگی ہیں جس سے امید ہوتی ہے کہ جلد ہی اس سوال پر پوری روشنی پڑ کر ملک کی بہتری کا موجب ہوگی +

اسی رسالہ کے نامہ نگار نے جس کا حوالہ ابتدائے مضمون میں دیا گیا ہے ”معاہدہ نکاح اور اس کا اثر انسانی تمدنی ترقی پر“ کے عنوان کے نیچے ایک مضمون لکھا ہے جس میں وہ اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ چونکہ زنا کاری انسانی کوششوں سے تو روک نہیں سکی پس اب اسے جو از کا کوئی طریق نکالنا چاہئے چنانچہ وہ لکھتا ہے کہ بدکاری چلی جاتی ہے اور صدیوں تک ہزار ہا مبہم رویوں سے پرزور تقریروں نے اسے روکنے میں ناکامی ہی ناکامی ٹکھی ہے۔ یہ بالکل سچ ہے مگر افسوس کہ اسکی اصل وجہ تلاش نہیں کی گئی اصل سبب سکایہ ہے کہ بدکاری اور زنا کاری کے اسباب کو تلاش نہیں کیا گیا۔ اور نہ ان اسباب کے دور کرنے کی کوئی کوشش کی گئی ہے۔ افسوس یہ ہے کہ جو لوگ بڑی جرات سے موجودہ امراض کے علاج کیلئے ٹھٹھے ہیں انکے خیالات بھی تعصب کے پاک نہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ وہ آخر ایک غلط نتیجہ پر پہنچے ہیں مگر اسی نامہ نگار کے مضمون سے باوجود تعصب کے یہ پتہ لگتا ہے کہ یورپ میں بھی لوگوں نے عام طور پر یہ تو محسوس کر لیا ہے کہ ان بدکاریوں کا علاج سوائے تعدد ازواج کے کچھ نہیں۔ وہ لکھتا ہے کہ ”ان لوگوں کے خلاف نکاح کے موجودہ رواجوں کو تفتیش کے نیچے لاکر ان کی غلطی ظاہر کرتے ہیں۔ عموماً یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ ان رواجوں کی صحت میں شبہ کرئیے یہ لازم آتا ہے کہ تعدد ازواج کو رواج دیا جاوے جس کے متعلق یہ بالکل سچ کہا گیا ہے کہ اسکو یعنی تعدد ازواج کو تمام ترقی کوٹنے والی قوموں نے رد کر دیا ہے میں کہتا ہوں کہ مذہب دنیا کا تعدد ازواج کو پھر اختیار کرنا ایسا ہی بعید از قیاس ہے جیسا کہ موجودہ اسلحہ حرب کو چھوڑ کر تیردکمان کو پھر رواج دینا“ راقم مضمون کو اس موقع پر سخت غلطی لگی ہے اور اس دلیل میں عجیب قسم کا گڑبڑ ڈال دیا ہے اگر تعدد ازواج کو اسوجہ پر رد کیا جاسکتا ہے کہ تمام ترقی کرنیوالی قوموں نے اسکو رد کیا ہے تو خود راقم مضمون کو کیا حق پہنچتا تھا کہ وہ انہیں ترقی کرنیوالی اقوام کے قوانین



اور رواجوں پر اعتراض کرنا کیونکہ اس اصول کے رو سے تو پھر ان کے تمام مسلمہ رواج قابل تسلیم اور تمام رد کردہ امور قابل رد ہونے چاہئے۔ مگر افسوس ہے کہ خود راقم مضمون نے ان کے مسلمہ رواجوں پر اعتراض کیا اور واقعات سے اس اعتراض کو سچا ثابت کر کے دکھایا اور پھر خود ہی اس مقصد کی وجہ سے جو تعدد ازواج کے خلاف ہے یہ دلیل پیش کرتا ہے کہ جس رواج کو ہماری قوم نے رد کر دیا ہے وہ ضروری رد کرنے کے قابل ہے۔ بات یہ ہے کہ ایک قوم جو ایک پہلو میں ترقی کر رہی ہو ضروری نہیں کہ وہ ہر پہلو میں ہی ترقی کر رہی ہو اور اس کی ہر بات نقص سے خالی ہو۔ عیسائی قومیں بیشک ترقی اور مادی رنگ میں حیرت انگیز ترقی کر رہی ہیں مگر عفت اور اخلاق کے معاملہ میں وہ بہت ہی گری ہوئی حالت میں ہیں اور اس امر سے کسی دانا عیسائی نے بھی اجتناب انکار نہیں کیا بلکہ خود راقم مضمون بھی اس کو تسلیم کرتا ہے پھر کیسی غلطی ہے کہ ایک ایسے رواج کو جو مرد و عورت کے تعلقات کے متعلق ہے اسوجہ پر رد کیا جاوے کہ عیسائی اقوام نے جنہوں نے اس معاملہ میں سخت ٹھوکر کھائی ہے جیسا کہ ہم آگے چل کر دکھانگے۔ اسکو رد کر دیا ہے اسی سے اندازہ لگ سکتا ہے کہ تعدد ازواج کے خلاف کس قدر دلائل سے کام لیا جاتا ہے اور کس قدر مستحکم ہے۔

اب یہ امر غور طلب ہے کہ اگر اس نامزد نگار کے نزدیک تعدد ازواج اس کی قوم کی بدکاریوں کا سچا علاج نہیں تو پھر وہ خود کو نسا علاج پیش کرتا ہے اس کی تجویز غلطی طور پر یہ ہے کہ زنا کو برا نہ سمجھا جائے اور سوسائٹی اس بات کی کچھ پروا نہ کیا کرے کہ کوئی بچہ زنا کی اولاد ہے یا نکاح کی اولاد۔ بلکہ ولد الحرام کو کسی قدر ترجیح دیا کرے۔ وہ کہتا ہے کہ ”محبت کو ضوابط اور مذہبی حمانعت کی قیدوں سے آزاد کرنا چاہئے اور اسکو اپنی مناسب جگہ پر لانا چاہئے یعنی یہ کہ دو افراد کے درمیان یہ ایک پرائیویٹ معاملہ سمجھا جائے“ اس بیان کا مطلب یہ ہے کہ آدمی اور عورت کا کسی ضابطہ اور قاعدہ کے نیچے لا کر نکاح کرنا یا یہ کہ مذہبی رنگ میں بغیر نکاح کے مرد و عورت کے تعلقات کو منع کرنا یہ باتیں نہ ہوں بلکہ ہر شخص کو آزادی ہو کہ جہاں جس قدر عرصہ کیلئے اسے کسی دوسرے مرد یا عورت سے محبت ہو وہاں ہی مرد و عورت کے تعلقات بھی ہوں پھر دوسری جگہ اگر وہ صرف اس قدر لکھتا کہ نکاح کے بعد جب بعض ضرورتیں نکاح کو منسوخ کرنے کی پیش آتی ہیں تو اسکے لیے کوئی راہ ہونی چاہئے تو یہ بات الگ تھی۔ مگر وہ خود نکاح کی ذمہ داریوں کو ہی دور کرنا چاہتا ہے۔ یا یوں کہو کہ نکاح کو ہی پسند نہیں کرتا چنانچہ اسکے مندرجہ ذیل الفاظ سے یہ صاف نتیجہ نکلتا ہے ”ایک عورت جس کا گناہ صرف اس قدر ہوتا ہے کہ یا وہ ناواقفیت کے سبب کسی بھٹسلانے والے کے دام میں پھنس جاتی ہے یا اس کی محبت پر زیادہ اعتبار کر کے اپنے آپ کو اسکے حوالہ کر دیتی ہے اسکو پھر معزز سوسائٹی سے الگ کر دیا جاتا ہے اس غلطی کی اصل وجہ تو یہ ہے کہ ہر ایک عورت کو ایک خاص آدمی کی محتاج سمجھا جاتا ہے اور اسوجہ کو دور کر نیسے اصلاح بھی ہو سکتی ہے مگر انہیں اس امر سے بہت خوف ظاہر کیا جاتا ہے کہ پیدایشونین کی ہو رہی ہے اور جو اولاد پیدا ہوتی ہے وہ مضبوط نہیں ہوتی۔۔۔ مگر یقیناً ہمارے خیالات پیچھے

اخلاق فاضلہ کے متعلق بالکل اُلٹے ہوئے ہوئے ہیں کیونکہ اس امر میں تو کچھ جرح نہیں سمجھا جاتا کہ ایک بوڑھی عورت ایک شرابی خاوند کے ساتھ تعلق رکھ کر بیچارے پیدا کرتی چلی جائے مگر جب کوئی عورت اپنے قدرتی قویٰ اور جذبات کے زور کی وجہ سے پوشیدہ طور پر تعلق کر کے بچہ پیدا کرتی ہے تو اسکے ساتھ ایسا سلوک ہوتا ہے کہ یا تو وہ دریا میں جا کر ڈوب مرتی ہے اور یا بازاروں میں اسے بھیک مانگنے یا بدکاری کا ارتکاب کرنا پڑتا ہے۔ برنارڈوشا کہتا ہے کہ ہر ایک عورت کو جو ایک اچھا ذہن مضبوط قویٰ والا اور عمدہ ہاضمہ والا رعایا کا ممبر پیدا کر سکتی ہے اس قومی خدمت کے عوض میں سلطنت کی طرف سے کافی معاوضہ ملنا چاہئے تاکہ وہ پھر بھی اس خدمت کو دوبارہ ادا کر سکے۔ ان الفاظ سے مطلب یہ ہے کہ عورت کو بچائے اسکے کہ اس امر پر لازم ٹھہرایا جائے کہ اس نے ناجائز تعلق پیدا کر کے ولد الحرام اولاد پیدا کی ہے اسکو انعام دینا چاہئے اور اسکے اس فعل کو مذموم نہیں بلکہ محمود تصور کرنا چاہئے ایک طرف تعدد ازواج ہے اور دوسری طرف یہ تجویز جسکے رو سے حکومت کا فرض ہونا چاہئے کہ وہ ولد الحرام بچوں کی پیدائش پر انعام دیکر اس فعل قبیح کی لوگوں کو ترغیب دے۔ ان دونوں تجویزوں میں سے ہمارے مدعیان اصلاح کا اختیار ہے اور خصوصاً مسٹر دلاور حسین سے میری یہ استدعا ہے کہ وہ بھی کھول کر اپنی رائے بیان کریں کہ ان دونوں باتوں میں سے انہیں کونسی بات پسند ہے کیا تعدد ازواج کے رواج کو منسوخ کر کے یہ لوگ ان باتوں کو خوشی سے رواج دینا پسند کرتے ہیں۔ اور کیا یہ تبدیلی مسلمانوں کی بہتری کا باعث ہوگی۔ کیا یہی وہ تہذیب ہے جس کی طرف وہ مسلمانوں کو بلارہے ہیں۔ خود عیسائیوں نے بھی آخر صدیوں کے تجربہ کے بعد یہ محسوس کر لیا ہے کہ یا تو انہیں تعدد ازواج کو رواج دینا پڑے گا اور یا بدکاری کو جائز رکھنا پڑے گا۔

دینا کے ہر ایک ملک میں جہاں تعدد ازواج کو روکا گیا ہے رنڈی بازی اور زنا کاری بہت ہی کثرت سے پھیلی ہوئی ہے۔ بلکہ مذہب ممالک میں تو اب یہاں تک نوبت پہنچی ہے کہ لوگ یہ کہنے لگ گئے ہیں کہ رنڈی بازی سوسائٹی کا جزو لازمی ہے۔ غالباً سب سے پہلے رومیوں نے تعدد ازواج کے اصول پر عمل کر لیا تھا۔ ان کی اخلاقی حالت کی یہ شہادت تاریخ سے ہمیں ملتی ہے جیسا کہ نیکی کہتا ہے "تاریخ میں ایسے زمانے تو بہت ہیں جب نیکی اس کے بھی کم ہو گئی جس قدر رومی قیصروں کے ماتحت تھے۔ مگر ایسا کوئی زمانہ نظر نہیں آتا جب بدکاری اور فواحش اس قدر رکھنے اور اس قدر حد سے گزرے ہوئے ہوں جیسا کہ رومیوں کے زمانے میں۔۔۔۔۔۔ رومیوں میں تین قسم کی شادی تسلیم کی گئی تھی جس میں تیسری قسم یہ تھی کہ صرف محبت کے ارادے کے اظہار سے مرد و عورت کا تعلق جائز سمجھ لیا جاتا تھا۔ یہ صورت نکلح کی (جو دراصل ایک قسم کی زنا کاری ہے) رومی سلطنت میں بالکل عام ہو گئی تھی۔ سسر و کا یہ خیال تھا کہ کم از کم جوان آدمیوں کی صحت کے لیے یہ ضرور ہے کہ وہ عورت کے صحبت کریں۔ وہ کہتا ہے کہ اگر کوئی شخص یہ خیال کرتا ہے کہ جوان آدمیوں کو کسبیوں کی صحبت سے روکنا چاہیے

تو وہ بجا تشدد کرتا ہے۔ الگزٹڈر سویرس کا جو رومی بادشاہوں میں بدکاری کے خلاف قانون بنانے میں سب سے زیادہ مشہور ہے۔ ذکر ہے کہ کسی صوبہ کا گورنر مقرر کرتے وقت وہ علاوہ گھوڑے اور خد متنگار دینے کے گورنر اس صورت میں کہ وہ بیابان ہوانہ ہو ایک لونڈی بھی ساتھ دیا کرتا تھا۔ (صفحہ ۹۱۳) روم میں گسٹس کے ماتحت قانون میں کسی کا پیشہ اختیار کرنے یا زندگی بازی کی کوئی سزا نہ تھی اور جبکہ اولاد کچھ زیادہ ہوتی تھی ان کو کچھ انعام بھی ملتا تھا۔ ان دونوں باتوں کے ملنے سے بعض لالچی خاوندوں کی جو خود اولاد پیدا کرنے کے قابل نہ ہوتے یہ حالت ہو گئی تھی کہ وہ اپنی عورتوں کو بازار میں کسبیوں کے طور پر بٹھا دیتے تھے تاکہ بہت ساری اولاد پیدا ہو سکے۔

یونان کے متعلق جہاں عملی طور پر تعدد ازواج کی سب سے پہلے ممانعت کی گئی وہی مصنف لکھتا ہے۔ ”جب یونانی سوسائٹی اس حالت پر پہنچی اور لونڈیوں کا رکھنا غیر مروج ہو گیا اس وقت ان کے نکاح۔۔۔ زوجہ واحد کے ایسے ہی سخت قاعدہ کے ماتحت تھے جیسے ہمارے آج ہیں۔ نکولس اس زمانے میں یونان کی حالت کے متعلق لکھتا ہے: ”اتھنز میں جو یونان کا سب سے زیادہ مہذب شہر تھا۔ زندگی بازی ایسی ہی عام تھی جیسے اب نیویارک یا لنڈن یا پیرس میں ہے۔ یونان کی ان اقوام کی مانند جو بدکاری میں مشہور تھیں اس زمانہ میں ہر ایک مہذب ملک کے دارالخلافہ میں اسی قسم کے لوگ بکثرت موجود ہیں لیکن ہمارا معیار اخلاق خاص رسوم اور قواعد کا پابند ہے جن کی پروا تو کمین نہیں کیجاتی مگر ان کا یہ اثر ضرور ہماری زندگی پر پڑتا ہے کہ لگاتار نفاق کی کمینگی نے ہمارے چال چلن کو نہایت درجہ ذلیل کر دیا ہے۔ ڈاکٹر پیکیو سٹپ کہتا ہے کہ پیریکلز کے زمانہ میں اتھنز میں عورتوں کی ایک ایسی جماعت پیدا ہوئی اور پھر بہت ترقی کر گئی جو ابائی اور بدکاری میں بے لگام ہونے پر فخر کرتی تھیں البتہ ان کی یونانی نوآبادیوں میں زمینی زہرا (یعنی زنا کاری) کے نام پر مندر بنائے گئے۔ اور ان میں کسبیاں نہ صرف رہتی ہی تھیں بلکہ انہیں دیوی کے مظہر سمجھ کر ان کی بحیثیت ان مندروں کے پروہت ہونیکے عزت کیجاتی تھی۔ کارنتھ کا دولت مند اور تجارتی شہر کسبیوں کی پرورش اور تعلیم پانے کی جگہ تھی۔ سٹیربو کہتا ہے کہ زہرا کے مندر میں ایک ہزار ایسی خوبصورت نوجوان عورتیں تھیں جو دیوی کا قرب حاصل کرنے کے لیے روپے لیکر کسبیوں کا پیشہ کرتی تھیں۔ اتھنز میں چکلوں کی تعداد بے حد بڑھی ہوئی تھی۔ سلون نے ضروری سمجھا کہ کسبیوں اور زندگیوں کو زنا کاری کی غرض سے عبادت خانوں اور عام چوکوں میں آنے کی اجازت ہونی چاہئے۔ (صفحہ ۸۶۰-۸۶۱)

یہ تو ان ابتدائی قوموں کی حالت تھی جنہوں نے تعدد ازواج کو اپنے قوانین نکاح سے خلع کیا اور شاید تعدد ازواج کے دشمن یہ کہنے کیلئے تیار ہوئے کہ اب اس تہذیب کے زمانے میں اس قسم کی قوموں کی حالت

نہیں رہی اس لیے میں اب یہ دکھاؤں گا کہ تہذیب کی ترقی سے اس پہلو میں کوئی ترقی نہیں ہوئی۔ "لیڈی اس  
 ہٹلن انیسویں صدی کے ابتدائیں لکھتے ہوئے نیدرلینڈ کے ان عام چکلونکے متعلق جہاں سرکاری لیسٹنس کے  
 شہر کی لڑکیاں جاتی تھیں لکھتی ہے۔ کہ ان مقامات میں بڑے بڑے لوگ بغیر کسی خوف یا کسی شرم کے چلے جاتے  
 تھے اور کسی شخص کا ان مقامات میں دیکھے جانا ایسا ہی سمجھا جاتا تھا جیسے کسی کھیل تماشے یا بھلاوٹ کی جگہ میں  
 یہاں سے شغل راگ اور ناچ تھے اور جو ناچ میں مشغول نہ ہوتے وہ کروٹے گرد گرد اپنی اپنی آشناؤں کو دیکر بیٹھے  
 ہوتے جس شخص کا جی چاہتا کہ ان میں سے کسی کے ساتھ خلوت کرے اسکے لیے ساتھ ہی چھوٹے چھوٹے کمرے  
 موجود ہوتے تھے جہاں بستر اور دوسرے آسائش کے سامان موجود ہوتے۔ ان کمروں میں داخل ہونے یا ان سے  
 باہر نکلنے پر اس سے زیادہ توجہ نہ ہوتی تھی جیسے کوئی کسی دوست کے ساتھ گفتگو کر نیلے لیے ذرا الگ ہو جائے۔ عام  
 رائے وہاں یہ تھی کہ اگر مردوں کو ان امور کی اجازت نہ دی جاوے تو پھر انکی عورتیں پاک دامن نہ رہ سکتی تھیں (۹۷)  
 اب جاپان کی حالت کو دیکھتے ہیں کیونکہ یہ بھی ان قوموں میں سے ایک ہے جنکو ترقی کرنیوالی قوموں کے نام سے  
 موسوم کیا گیا ہے۔ سنہ ۱۸۷۰ء سے پہلے جاپان میں یہ دستور تھا کہ ایک مرد کی ایک منکوحہ عورت ہوتی تھی اور اسکے  
 ساتھ وہ اسقدر لونڈیاں رکھ سکتا تھا جسقدر اسکے ذرائع آمدنی اسے اجازت دیتے۔ جب کسی لڑکی کے رشتہ دار  
 اسقدر غریب ہوتے کہ وہ اسکے اخراجات کی برداشت نہ کر سکتے تو وہ بچائے بھیجے مانگنے کے دوسری یا تیسری  
 بی بی بن جاتی۔ مگر اس کی اولاد اصل بی بی کی اولاد سمجھی جاتی تھی۔ مگر آخر یہ رواج سنہ ۱۸۷۰ء میں منسوخ ہو گیا۔  
 اسکی منسوخی کی تجویز پر بہت مخالفت ہوئی۔ چنانچہ اسکے متعلق امریکہ کے ایک اخبار نے لکھا تھا کہ جاپانی لوگ کہتے  
 ہیں کہ اس طریق کے روکنے کا نتیجہ یہ ہو گا کہ خاوند بعض وقت ایک بی بی پر کفایت نہ کر کے زیادہ مخفی تعلقات پیدا  
 کرے گا جو بہت مضر ہونگے۔ اس کی زندگی ایک دوسری زندگی ہوگی یعنی بظاہر تو ایک بی بی ہوگی مگر تعلقات  
 اور وہ سے بھی ہونگے۔ اور ان مخفی تعلقات میں روپیہ بھی بہت ضایع ہو گا۔ اور بعض وقت حرامی بچہ نکالے گئے  
 کا کنبہ اسکا ہو جائیگا۔ اور جاپان میں ایک ایسی جماعت پیدا ہو جائے گی جس کا بانک وہاں نام و نشان نہیں یعنی  
 وہ بد قسمت بیگناہ انسان جن پر اسوجہ سے ظلم ہوتا ہے کہ انکے والدین نے گناہ کیا۔ ایسا ہی مرد چکلونکے جانیگا  
 یا اپنے ہمسائے کی لڑکی یا عورت کی طرف بد نظری سے دیکھے گا جسکا نتیجہ سو خرابی کے کچھ نہ ہو گا۔ مگر آخر فریق  
 مخالف غالب آگیا اور یہ رواج جو دراصل تعدد ازواج کی ایک ادنیٰ قسم تھی منسوخ ہو گیا۔ اور اب  
 جاپان کی یہ حالت ہے کہ نڈی بازی کے گورنمنٹ نے باقاعدہ لائسنس جاری کر رکھے ہیں۔ اور اس غرض کے لیے جو گھر  
 ہیں یعنی چھلکے وہ تعداد میں اتنے اور ایسے وسیع ہیں کہ شہروں میں بڑی بڑی جگہ انہوں نے روکی ہوئی ہے (۹۸)  
 انگلستان کے متعلق زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں کیونکہ بار بار اسی رسالہ میں بجا بات تحریر کئے انگریزی لکھا



جا چکا ہے۔ ڈاکٹر فٹ کے چند الفاظ نقل کیے جاتے ہیں وہ کہتا ہے ”انگلستان میں ہمارے ملک کی طرح قانون تو زوج واحد کے قاعدہ کا ہی ہے مگر عام رائے خاتوندوں کے لیے تعدادِ زواج کو جائز سمجھتی ہے۔ اور پھر طلاق کے قانون پر بحث کرتا ہوا لکھتا ہے کہ زانیہ عورت کا خاوند اگر عورت کا زنا ثابت کرنے کے تو طلاق حاصل کر سکتا ہے خواہ اس کا اپنا چال چلن بھی برا ہو۔ ایک نئے بل پر بحث کرتے ہوئے ایک ممبر پارلیمنٹ نے جو لفظ کہے ان کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر عورت کو بھی خاوند کا زنا ثابت کرنے کے طلاق حاصل کرنے کی اجازت ہو تو اس پارلیمنٹ کے کمرہ میں ایک ضمیمہ بھی ایسا نہ ہو گا جس کی عورت قانوناً اس سے طلاق حاصل نہ کر سکے“ (ص ۹۴۹) یہ واضعاً تو ان میں ہیں جو تعدادِ زواج کے خلاف قانون بناتے ہیں میں نہیں سمجھتا کہ ہمارے ملک کے مخالفین تعدادِ زواج کما تک ان کے نقش قدم پر چل چکے ہیں یا چلنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

”ہسپانیہ میں بیاہے ہوئے مردوں اور عورتوں میں عصمت کا نام کوئی نہیں جانتا۔ یہاں غیرت کبھی اٹھتی ہی نہیں اور بیاہی ہوئی عورتوں کو جو آزادی حاصل ہے اس کی کوئی حد نہیں سوائے اس کے جو وہ خود اپنی مرضی یا سمجھ پر اس آزادی میں اپنے آپ کو کہیں روک دین مگر ان کی گرم طبیعتیں ان کو روکنے نہیں دیتیں لارڈ بایرن نے اپنی والدہ کے نام ایک خط میں جس میں ہسپانیہ کے باشندوں کے رسوم کو اس نے بیان کیا یہ لکھا تھا کہ یہاں زندگی کا مقصد ہی سازش کرنا سمجھا جاتا ہے۔ جب ایک عورت نکاح کر لیتی ہے تو وہ سب قیدوں اور روکوں کو پرے پھینک دیتی ہے۔ لیکن یہ میرا یقین ہے کہ نکاح سے پہلے ان کے چالچلن اچھے ہوتے ہیں ہسپانیہ میں یہ مردوں کے آداب صحبت میں سمجھا جاتا ہے کہ جس عورت کے انہیں ملنے کا اتفاق ہو اس کا اظہار عشق و محبت کریں۔ بلکہ ہسپانیہ کے ایک بڑے معزز اور بڑے پائے کی عورت نے یہ کہا ہے کہ میں اس آدمی کو دلی نفرت دیکھتی ہوں جس کو مناسب موقع ملے اور وہ بڑے اصرار سے مجھ سے ایسے سلوک اور ان باتوں کی درخواست نہ کرے جو میں اس سے کر سکتی ہوں۔ مگر ہسپانیہ میں خاتوندوں کی آزادی ان معاملات میں مورو بھی بڑھی ہوئی ہے جیسا کہ دوسرے ممالک میں (صفحہ ۹۵۲-۹۵۳)

فرانس میں مردوں اور عورتوں کے تعلقات کے متعلق وہی مصنف ایک عورت کی چٹھی نقل کرتا ہے۔ جو پیرس میں کھڑی ہوئی تھی۔ وہ لکھتی ہے کہ یہاں بیاہی عورتوں کے ساتھ اجنبی مردوں کی گفتگو ہم سے بہت زیادہ آزادی کے ساتھ ہوتی ہے۔ بہت ساری باتیں جو میں تو معمولی مگر جن کا ذکر مجلس میں کرنا آداب کے خلاف سمجھا جاتا ہے یہاں ان کا نام بیکر بڑے اطمینان سے ذکر کیا جاتا ہے۔ یہ آزادی جو گفتگو میں پائی جاتی ہے۔ باقی امور میں بھی نظر آتی ہے۔ بیاہی ہوئی عورتیں جس اجنبی مرد کے ساتھ جہاں چاہیں جا سکتی ہیں اور عموماً حد سے زیادہ خاوند کی غیر محتاجی ظاہر کرتی ہیں“ (ص ۹۵۵)



پیرس کی وہ بدقسمت لڑکیاں جو زنا کاری کا پیشہ کرتی ہیں اور جنکے تھابازار اور گلیاں کو چپے بھرے ہوئے ہیں عموماً بیماری یا مفلسی سے نہایت مصیبت کی حالت میں مر جاتی ہیں کبھی ہسپتال میں کبھی اور جگہ جہاں پتہ کوئی نہیں بتا سکتا پیرس میں ایک جگہ بنی ہوئی ہے جو دلہا حرام بچوں کے لینے اور انکے پالنے کے لیے مخصوص ہے اس جگہ مفلس عورت ایسے آتی ہے کہ وہ اپنے بچے کی جو زنا سے پیدا ہوا ہے پرورش نہیں کر سکتی اور دولت مند عورت ایسے کہ اس کی وجاہت اسکو اجازت نہیں دیتی کہ اپنی بدکاری کے نتیجہ کو کھلے طور پر دکھائے ریل کی ایک چھوٹی سی پٹری ہے جس پر ایک چھوٹی سی گاڑی ہے اس میں بچے کو رکھ کر باہر سے اس مکان کے اندر دھکیل دیا جاتا ہے اور اندر کوئی نہیں جانتا کہ کس شخص نے اس بچے کو وہاں رکھا میری رائے میں اس مکان پر زونا کتبہ یہ ہو گا کہ امیر اور غریب اپنے شیطانی افعال سے ایک ہی جگہ جمع ہو جاتے ہیں۔ (ص ۹۵۶)

پرتگال کے متعلق لکھا ہے کہ اس جگہ نکاح کے دائرہ کے اندر وہی بدکاری اور حرام کاری ہوتی ہے جیسے کہ ہسپانیہ میں۔ (ص ۹۵۸)

اطلی کے متعلق یہ کہا گیا ہے کہ یہاں نکاح پابندی کے اندر نہیں لانا بلکہ اسکا الٹ ظہور میں آتا ہے جہنگ لڑکی کا بیاہ نہ ہوا سو وقت تک وہ خانقاہ میں یا اپنے ماں باپ کے گھر میں قیدی کی طرح ہوتی ہے اور مردوں سے مل نہیں سکتی لیکن جب بیاہ ہو جائے تو پھر وہ علاوہ خاوند کے ایک سے یکے تین عاشق کھلے طور پر رکھ سکتی ہے۔ وینس سے لکھتا ہوا بائرن ایک چھٹی میں لکھتا ہے کہ اخلاق کی عام حالت اس جگہ ویسی ہے جیسی کہ ڈوگ کے وقت میں جو عورت خاوند اور ایک ہی عاشق پر کفایت کرے وہ پاکدامن کہلاتی ہے جن کے دو تین یا زیادہ عاشق ہوں ان کو زیادہ آزاد سمجھا جاتا ہے۔ لیکن بدکاری کا الزام کسی عورت پر اس وقت عائد ہو گا جب وہ بالکل بے تمیزی سے ایسے تعلقات قائم کرتی چلی جائے کسی عورت کو یہ یقین دلانا ناممکن ہے کہ عاشق رکھنے سے وہ راستی اور نیکی کے راہ سے الگ ہو جاتی ہے۔ بڑا گناہ یہ سمجھا جاتا ہے کہ عاشق رکھ کر اس امر کو مخفی کیا جاوے یا ایک سے زیادہ عاشق رکھے جاوے بشرطیکہ اس امر کو پہلا دعویٰ رکھتا یا تسلیم نہ کرتا ہو۔ (ص ۹۵۹)

آسٹریا ہنگری میں قانونی طور پر زوج واحد کا سخت قاعدہ مروج ہے مگر ولد الزنا بچوں کی فیصدی تعداد بہت زیادہ ہے۔ ۱۸۷۳ء میں شہر وینا میں جو آسٹریا کا دارالخلافہ ہے ان بچوں کی تعداد جنکی ولجائی تھی۔ ولد الزنا بچوں کی تعداد کے قریباً قریباً برابر تھی۔ نئی فرستون سے کسی قدر بہتری معلوم ہوتی ہے۔ ۱۸۷۳ء میں کل سلطنت میں فی سو بچوں میں سے ۱۴ ولد الزنا تھے۔ (ص ۹۶۱)

سوڈن اور تاروے میں زوج واحد کا قاعدہ قانون ہے مگر عملی طور پر اس قاعدہ کی پابندی نہیں۔ ملک سوڈن میں اگرچہ قانون اجازت نہیں دیتا مگر آزادانہ محبت کا رواج ہے یعنی جس مرد کی جس عورت سے

محبت ہوان دونوں میں تعلقات زنا شوی قائم ہو جاتے ہیں۔ بیارڈ ٹیلر ایک چٹھی میں جو سٹاک ہالم سے اس نے لکھی ہے یوں رقمطراز ہے: "سٹاک ہالم کے لوگوں کے اطوار کو بیان کر نیکیے بعد اس چٹھی کو ان کے اخلاق کے بیان کیے بغیر ختم کرنا ٹھیک معلوم نہیں ہوتا۔ اس شہر کو یورپ میں سب سے بڑا منع فسق و فجور کہا گیا ہے اور سچی بات یہ ہے کہ ایسا کہنے میں لوگ حق پر ہیں۔ بیا ہے ہونے مردوں اور عورتوں میں جو کثرت زنا کاری ہے۔ اس میں وائیا اس شہر سے بڑھا ہوا ہے مگر عام بدکاری میں یہ شہر یقیناً اول نمبر پر ہے۔ ان پیدائشوں میں سے جن کا اندراج ہونا ہے قریباً نصف حرامی بچے ہوتے ہیں اور ان کے علاوہ وہ بچے ہیں جو اصل میں ولد الزنا ہوتے ہیں مگر ان کے مان باپ بیا ہے ہونے ہوتے ہیں۔ خدمتگار لڑکیوں۔ دوکانوں کے ملازموں۔ اور درزنوں میں سے میں یقیناً کہہ سکتا ہوں کہ صوبوں سے ایک بھی بمشکل ایسی ہوگی جو زنا سے بچی ہوئی ہو۔ اور اوباش جوان لوگ کہتے ہیں کہ معزز گھرانوں کی لڑکیوں میں سے جو درمیانی درجہ سوسائٹی میں ہیں بکثرت ایسی ہیں جن کی کثرت اول الذکر سے بھی نہیں ہمدون کی حالت عورتوں نے بھی بدتر ہے اور پیرس میں بھی اوباشی کا ظاہر انشا سقدر نہیں پایا جاتا جیسا اس جگہ یہاں تباہ شدہ جوان آدمیوں اور بوڑھے بدکاروں کی تعداد جن کی نظر بھی جاتی رہی ہے حیرت میں ڈالتی ہے میں نے کوئی ایسی جگہ نہیں دیکھی جہاں فسق اس قدر کھلا اور ظاہر ہو۔ اور پھر باوجود اس کھلی بدکاری کے بناوٹی اخلاق کا ایسا دعوے ہو اور گاہروں میں جوان اوباش مرد عورت خدمتگاروں کو کھانا لانیکیے لیے کہتے ہیں تو بڑی بے حیائی سے ان سے انجلیگری کیجاست میں ہوتے ہیں اور بوڑھے آدمی اس سے بھی زیادہ بیجائی کے ساتھ ان کی چھاتیوں کو ہاتھ لگاتے ہیں ایسی صورتیں کوئی تعجب کی بات نہیں کہ کوئی جوان آدمی پیرس اور وائیا کے سخت آزمائش کے موقعوں سے پاک صاف نکل آئے۔ اور سٹاک ہالم میں اگر تباہ ہو۔ (ص ۹۶۱-۹۶۲)۔

ان اقوال سے جو بیان نقل کیے گئے ہیں امر بالکل واضح ہے کہ زوج واحد کے قاعدہ کی سخت پابندی سے پرانی دنیا کے کسی ایک ملک میں بھی نیک اثر نہیں ہوا بلکہ تعداد ازواج کی حالت سے سخت درجہ کی بدکاری اور بیجائی پھیلی ہے چنانچہ یہ شہادت جو اوپر نقل کی گئی ہے ایک ایسی کتاب ہے جو امریکہ میں لکھی گئی ہے۔ اسکے بعد وہی مصنف ملک کینڈا کی حالت کو بیان کرتا ہوا لکھتا ہے کہ کینڈا میں نہایت سخت قاعدے حفاظت اخلاق کیلئے جاری کیے گئے ہیں مگر نتیجہ پھر بھی بالکل اطمینان بخش نہیں اور ان لوگوں کے خلاف ہے جو یہ چاہتے ہیں کہ زوج واحد کے قاعدہ کے ساتھ تعداد ازواج کی اجازت نہیں ہوتی چاہے جہاں قانون کی کھلی مخالفت ثابت ہو جائے وہاں سزاوار ہو جاتی ہے۔ مگر ان لوگوں کی حقیقتہ کارروایاں جو نہ قانون کی پروا کرتے ہیں اور نہ اخلاق کا پاس دیتی ہیں جیسے ریاست مائے متحدہ میں یلو و سرے ممالک میں جہاں زوج واحد کے سخت قاعدہ کی پابندی ہوتی ہے (ص ۹۷)۔ یہی حال ریاست مائے متحدہ امریکہ کا ہے مرنوٹکاؤ کر کرتے ہوئے ڈاکٹر فرسٹ لکھتا ہے کہ آخر حکومت کی طرف سے

مجبور ہو کر انہوں نے اپنے عزیز رواج پر جو تعدد ازواج کے متعلق تھا ظاہر طور پر عمل کرنا چھوڑ دیا ہے مگر یہ امر کہ درپردہ اب بھی وہ اپنے عمل کرتے ہیں خود اس بات کے ظاہر ہے کہ ان کا تو یہ بھی عقیدہ ہے حالانکہ ریاست ٹکے متحدہ کے ہر ایک شہر میں جہاں اس امر کو قانونی طور پر اور مذہبی طور پر سخت مذموم سمجھا جاتا ہے کہ کوئی شخص سو ایک بی بی کے کسی دوسری عورت کے تعلق رکھے عملی طور پر ایک ایک مرد اس قدر عورتوں سے تعلق رکھتا ہے کہ ریاست یوٹاہ کے مارٹون میں تعدد ازواج پر عمل کرنے والے بھی اتنی بیویاں نہیں رکھتے۔ اگر ان شہروں میں ایک آدمی عام کے قانون اور کانسٹیبل کی ظاہر رعایت کر سکتا ہے حالانکہ درپردہ اس کی زندگی منافقانہ ہو تو پھر ان لوگوں سے کسی امید رکھنی چاہئے جن کا مذہب اور اخلاق تعدد ازواج کی اجازت دیتے ہیں پہلی صورت میں تو نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ایک عورت ایک مرد کی ناجائز محبت کا شکار ہو کر یا اسقاط کرتی ہے اور ایسی اولاد پیدا کرتی ہے جو بڑے بڑے شہروں کے کارخانوں اور جیلخانوں میں بھرتی ہوتے ہیں اور دوسرے طریقہ عمدہ اولاد پیدا ہوتی ہے جس کی پرورش ایک محبت اور پیار کرنیوالی ماں کے ہاتھ میں ہوتی ہے جس نے نہ اپنی عزت کو کھویا ہوتا ہے اور نہ ہی سوسائٹی میں اپنے مرتبہ کو کم کیا ہوتا ہے۔ ایک بیرونی آدمی کی سمجھ میں جس کو وحشی کہا جائیگا۔ یہ باتیں نہیں آسکتیں (ص ۷۳)

کبھی کبھی ایسا بھی ہو جاتا ہے کہ ان ممالک میں دو مرد اپنی بیویاں ایک دوسرے بدل لیتے ہیں خواہ عارضی طور پر خواہ مستقل طور پر۔ نیوا انگلینڈ کے ایک شہر میں ایک دفعہ دو مرد رہتے تھے جو سوسائٹی میں عزت رکھتے تھے۔ انہوں نے اپنی بیویوں کو کل فرنیچر کی رضامندی سے اول بدل کر لیا۔ ایسا ہی مینے ریاست الینوائس کے دو خاوندوں کا ذکر پڑھا ہے جنہوں نے اسی طرح بیویاں مل لین اور ایک نے بی بی کے ساتھ کچھ زائد معاوضہ بھی حاصل کیا بڑے بڑے شہروں کے بیاہے ہوئے آدمیوں میں بیویوں کی عارضی تبدیلیاں عام ہیں لیکن مستقل تبدیلیاں سو ایسی جاتی تھیں جہاں اغوا ہوشاذ و نادر ہیں ایک مورخ کہتا ہے کہ مشہور واضع قوانین لائی گزس کا یہ خیال تھا کہ کھلے طور پر ایک مرد کا اپنی بی بی دوسرے کے حوالے کر دینا حسد کا سب سے عمدہ علاج ہے اور ان لوگوں پر وہ ہنستا تھا جو عورت کے ناجائز تعلق پیدا کر نیکو اپنے لیے ایک ایسا صدمہ سمجھتے ہیں جس کی برداشت نہیں ہو سکتی جو لوگ آج کل بیویوں کی تبدیلی کو جائز رکھتے ہیں وہ ایسے ننگا گرد معلوم ہوتے ہیں (ص ۷۵)

بعض استثنائوں کے ساتھ امریکہ کی عورتیں اپنے خاوندوں سے وفاداری دکھاتی ہیں اور بہت سارے خاوند بھی خصوصاً دیہاتی اضلاع کے رہنے والی عورتوں سے وفاداری دکھاتے ہیں مگر یہ امر کہ ہزاروں کسبیاں اور مجبور بڑے بڑے شہروں اور ان کے قریب قریب دیہات میں رکھی جاتی ہیں اس یقینی اور قطعی نتیجہ پر پہنچا تا ہے کہ لگ بھگ ہر حکومت اور سوسائٹی نے زوج واحد کا قاعدہ رکھا ہوگا مگر عملی طور پر کثرت مرد ایسے ہیں جو ایک ہی بی بی پر کفایت نہیں کرتے۔ نیویارک میں یہ ایک ضرب النثل ہے کہ اس شہر کی کسبیاں عموماً ان لوگوں سے بدچلتی ہیں جو

دار الخلافہ کو دیکھنے کے لیے آتے ہیں بعض واقعات جدیدہ سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ بعض عورتیں بھی مردوں کے نقش قدم پر چلتی ہیں یعنی ناجائز تعلق پیدا کرتی ہیں (ص ۹۷)

کیوبا کے متعلق ایک نامہ نگار کی چٹھی سے معلوم ہوا کہ کیوبا میں ایک پندرہ سال کی لڑکی فحش داخل کر کے کبھی بن سکتی ہے۔ مگر ۱۷ سال کی عمر میں وہ بغیر والدین یا ولی کی اجازت کے جائز نکاح نہیں کر سکتی اس نامہ نگار نے مجھے یہ بھی لکھا ہے کہ کیوبا میں مرض آتشک سخت زور پر ہے۔ اور تحقیقات کے ثابت ہوا ہے کہ ۸۰ فیصدی عورتیں اس بلا میں گرفتار ہیں۔ (ص ۹۷)

پورٹوریکو کے متعلق شرمان کہتا ہے کہ ان لوگوں میں ولدا الزنا بچوں کی تعداد ولدا الحلال بچوں سے بڑھی ہوئی ہے (ص ۹۸) ان واقعات کو ذکر کرنے کے بعد جس میں مختلف عیسائی ممالک کی حالتیں بیان کی گئی ہیں جہاں تعداد ازواج کی ممانعت ہے۔ ہوم سائیکلو پیڈیا لکھتا ہے کہ اب ہم یہ پوچھتے ہیں کہ کیا ان قوموں میں جو نام کو سچے عیسائی کہلاتی ہیں یا کہ انہی کی نیکی پائی جاتی ہے۔ اگر ہے تو پھر اسکا وجود کہاں ہے۔ یقیناً یہ ہمارے بڑے بڑے شہروں میں تو نہیں وہ اسکے نام سے ایسے خالی ہیں جیسے اگسٹس کے زمانے میں۔ روما اور تیھنز خالی تھے۔ نہ ہی یہ ہمارے دیہات میں ہے جہاں ہر روز ایسے واقعات پیش آتے رہتے ہیں جن کے گندے تذکرے مجلسوں اور مجمعوں میں ہوتے رہتے ہیں۔ نہ ہی خاص طور پر اسکا وجود دیہاتی اضلاع میں پایا جاتا ہے۔ اسکے علاوہ بکثرت جوان عورتوں کی طرف سے درناک آوازیں آتی رہتی ہیں۔ کیا بڑے شہروں سے اور کیا چھوٹے قبضوں سے کہ ہمیں کوئی ایسی تدبیر بتاؤ جو ہمارے نام کو آئینوالی دل سے بچائے۔ (ص ۱۰۲) اسکا مطلب یہ ہے کہ کثرت سے عورتیں ڈاکٹر ونکے پاس ایسی آتی ہیں جو چاہتی ہیں کہ ولدا الزنا بچوں کے اسقاط کی کوئی تجویز کیجائے اس کتاب کا مصنف ایک ڈاکٹر ہی ہے اور وہ اپنا تجربہ بیان کر رہا ہے۔ مگر کوئی شخص ایسا ہونا چاہے جو یہ اخلاقی جرات رکھتا ہو کہ پرانے قوانین نکل کے کھول کھول کر نقص بیان کرے اور مرد و عورت کے تعلقات کے متعلق نئے قاعدے اور رواج پیش کرے کیونکہ یہ یقینی بات ہے کہ ہم بڑی تیزی سے ان بد کاریوں اور بد عادات کی طرف لوٹ رہے ہیں جنہوں نے پریکلن کے زمانے میں یونانیوں کو تباہ کیا تھا۔ اور پھر ان کی بد عادتیں تو ہم نے لے لی ہیں مگر ان کی نیکی اور دیانتداری سے کوئی حصہ نہیں لیا۔ عفت کے پہلو سے لندن پریس اور نیویارک آج قدیم تیھنز سے بھی بدتر ہیں۔ کیونکہ کام تو انکے وہی ہیں جو یونانیوں کے تھے مگر وہ اپنی بد کاریوں کو تسلیم کرتے تھے اور ہم خطرناک سیہ کاریاں کر کے ان پر پردہ ڈالتا چاہتے ہیں اور خاوند اور عورت ایک دوسرے کو دھوکا دینا چاہتے ہیں اور نفاق آمیزی سے زندگیاں بسر کر رہے ہیں۔ (۹۹)

قبل اس کے جو ان بد کاریوں کے وجوہات اور علاج بیان کیا جاوے چند اور واقعات پر غور کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ عیسائی ممالک کے اندر قوانین نکاح کو از سر نو تجویز کرنا تو انکو یہ امر مد نظر رکھنا چاہیے کہ مرد و عورت



عورتوں کی تعداد میں نسبت کیا ہے اور آبادی کا میلان مردوں کی زیادتی کی طرف یا عورتوں کی اس مضمون کو کسی قدر  
تعداد ازواج کی ضرورت پر بحث کرتے ہوئے پہلے بھی بیان کیا چکا ہے اسلئے اس جگہ میں صرف ہوم سائیکلو پیڈیا سے  
ڈاکٹر فکے چند الفاظ نقل کرتا ہوں وہ کہتا ہے: کہ اس وقت تمام دنیا میں سوائے ان قطعات کے جو نئے آباد ہو رہے  
ہیں اور جہاں روپیہ کمانے کی غرض سے مرد زیادہ جا رہے ہیں ہر ایک ملک میں آبادی کا میلان یہ ہے کہ بلوغت کی عمر میں  
عورتوں کی تعداد مردوں سے بڑھ رہی ہے۔ جولائی ۱۹۹۰ء میں نیویارک ٹریبون نے لکھا تھا کہ عورتوں کی ملازمت کے  
لیے جو انجمن بنائی گئی ہے اس کے سالانہ اجلاس میں انجمن کے پریزیڈنٹ سرائون رابرٹس نے بیان کیا کہ انگلستان  
میں عورتوں کی تعداد مردوں سے تیس لاکھ زیادہ ہے اور نو آبادیوں میں بھی اسی نسبت کے عورتوں کی تعداد زیادتی  
ہے۔ ایسا ہی ایک اخبار نویس نے تیس سال ہوئے اس مضمون پر لکھتے ہوئے کہ عورتوں کو اس قابل بنانا چاہیے  
کہ وہ اپنا گذارہ آپ کر سکیں لکھا تھا کہ اس وقت تمام گنجان آبادی کا میلان یہ ہے کہ عورتوں کی تعداد مردوں سے  
دن بدن بڑھ رہی ہے اور ہمیں ان زائد عورتوں کے لیے کوئی شغل نکالنا چاہئے۔ جب ہم بیرونی ممالک کی طرف  
نظر کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ پندرہ سال کی عمر سے نیچے لڑکوں کی تعداد لڑکیوں سے زیادہ ہے مگر پندرہ سال سے  
اوپر عورتوں کی تعداد مردوں سے بڑھ کر ہے اور توڑے برس کی عمر تک یہی حال ہے۔ سولہ بیرونی قوموں پر یہی بات  
صادق آتی ہے انگلستان میں عورتوں کو مردوں سے ۳ اور ۲ کی نسبت ہے یعنی ہر دو مردوں کے لیے تین عورتیں  
موجود ہیں۔ اور فرانس میں جہاں عموماً عمریں زیادہ ہوتی ہیں عورتوں کی نسبت اس سے بھی بڑھ کر ہے ریاست  
مساچوزٹس میں بیس ہزار عورتیں مردوں سے زیادہ ہیں (سنہ ۱۹۸۰ء میں عورتوں کی زیادتی ساٹھ ہزار تک پہنچ گئی تھی)  
کنٹیکٹ میں ۶۱۱۳ عورتیں زیادہ ہیں (سنہ ۱۹۸۰ء میں ۱۸۲ کی زیادتی ہو گئی تھی) ورماتھ ارا میں لہاریاستوں  
میں مردوں کی تعداد میں خفیف سی زیادتی ہے۔ مگر نیویارک کی ریاست میں ۵۲۳۴ عورتیں مردوں سے زیادہ  
ہیں (سنہ ۱۹۸۰ء کی آبادی میں عورتوں کی زیادتی ۲۰۶۷ تک پہنچ گئی تھی)۔ صرف ایک شہر نیویارک میں بیس ہزار  
عورتوں کی زیادتی ہے۔ یاد رہے کہ اخبار نویس کی یہ تحریر بہت مدت کی ہے اور جبکہ بڑا نیویارک پیدا ہو گیا  
ہے عورتوں کی تعداد میں بہت سی زیادتی ہو گئی ہے۔ یہ ثابت کیا گیا ہے کہ میلان آبادی یہ ہے کہ عورتوں کی تعداد  
مردوں سے بڑھتی جاتی ہے پس جیسا جیسا ہم ترقی کرتے ہیں یہ تعداد اور بھی بڑھتی جاوے گی۔ میں مصنف  
کتاب اسقدر اور بڑھتا ہوں کہ میری لینڈ-نیوجرسی-نارتھ کیرولائنا-سوٹھ کیرولائنا اور ورجینیا ان تمام ریاستوں  
میں اس وقت عورتوں کی تعداد مردوں سے بہت بڑھی ہوئی ہے (ص ۱۰۱۷)

جن باتوں کا ان واقعات ثبوت ملتا ہے انکو سب لوگ جانتے ہیں مگر میں نے مفصل طور پر خود مغربی مصنف  
قول ایسے نقل کیے ہیں کہ عفت کے معاملہ میں مہذب توام کی گری ہوئی حالت کو بیان کرتے ہیں یہ الزام مجھ پر عاید



نہ ہو کہ بیٹے طرف داری یا قصص کے کام لیا ہے۔ ان واقعات کو بیان کر دینے کے بعد اب یہ ضروری ہے کہ مغربی رواجوں کے وہ نقص اور کمزوریاں معلوم کی جاویں جن کا نتیجہ سوسائٹی کی یہ قایل امنوس حالت ہے اور ان علالت سے مرض کی تشخیص کر کے علاج کی طرف توجہ کی جاوے۔ بین ان واقعات پر بہت غور کر نیچے بعد مفصلہ ذیل نتائج پر پہنچا ہوں جسے کسی سمجھ دار آدمی کو انکار نہیں ہو سکتا۔ اول یہ کہ تمام مہذب سوسائٹیوں میں بیاہنے ہوئے مرد اور عورتیں نہ صرف اجنبیوں کے ساتھ آزادانہ تعلقات رکھتے ہیں بلکہ واقعی طور پر نکل ح کے دائرے کے اندر اور باہر بھی پاک دامنی نایاب ہو رہی ہے اور اخلاقی حالتیں اس معاملہ میں بہت گری ہوئی حالت میں ہیں۔ دویم یہ کہ ان سوسائٹیوں میں زندگی کا وہ حصہ جو خاوند اور عورت کے تعلقات کے متعلق ہے بہت ہی تلخ ہو رہا ہے اور اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ خاوند یا عورت میں سے دونوں یا ایک اجنبیوں سے وہ تعلقات پیدا کر لیتے ہیں جو خاوند یا بیوی سے ہونے چاہیے۔ سویم یہ کہ جس حد تک ان ممالک میں سے کسی میں مرد و عورت کے کھلے تعلقات کو روکا گیا ہے اس حد تک مرد و عورتوں کی زندگیاں کم خوش ہیں۔ چہارم یہ کہ جن قوموں نے تعداد ازواج کی قطعی مخالفت کر دی ہے ان میں بدکاری اور زنا کاری کیا بیاہ ہے ہو و نہیں اور کیا بن بیاہ نہیں بہت کثرت سے پھیلی ہوئی ہے۔ پانچویں یہ کہ اس قسم کی تمام قوموں کو زندگی باری کی قانوناً اجازت دینی پڑی ہے۔ چھٹے یہ کہ بیاہے ہوئے مرد و عورتوں میں مرد بہ نسبت عورتوں کے زیادہ خاں ہیں۔ ساتویں یہ کہ زنا کاری کا پیشہ عموماً ان عورتوں نے اختیار کیا ہے جنکو جائز طور پر خاوند نہیں ملے اور جنکو وہ ذرائع میسر نہیں آسکے جس سے وہ معزز طور پر بائیں یا بیویاں بن کر نیک زندگیاں بسر کر سکیں۔ آٹھویں یہ کہ تمام مہذب ممالک میں جہاں تعداد ازواج کی مخالفت کی گئی ہے عورتوں کی تعداد مردوں سے بہت بڑھی ہوئی ہے۔

یہ نقص ان قوانین نکاح میں نظر آتے ہیں جو اس وقت مغرب میں مروج ہیں ان میں سے پہلے میں عموماً ایک ماتحت جو باتیں بیان کی گئی ہیں ان پر بحث کی گئی ہے اس سے تو کبھی انکار نہیں کہ گھروں کے اندر خاوندوں اور عورتوں میں اکثر رنجہ و انتہا پیدا ہوتی ہے جس سے زندگی دو بھر ہو جاتی ہے مگر اس کے علاج میں غلط پہلو اختیار کیا جاتا ہے مثلاً ایک علاج یہ تجویز کیا گیا تھا کہ نکاح چند روزہ ہو کرین اور کچھ مدت گزر جانیکے بعد خاوند اور عورت کے تعلق خود بخود ختم ہو کر فریقین کو اجازت ہونی چاہئے کہ وہ از سر نو اپنے اپنے تعلقات حسب خواہش خود پیدا کرین اس تجویز سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ ان ممالک میں عموماً بیاہ کے بعد گھر کے اندر کی حالت ایسی بگڑ جاتی ہے کہ خاوند اور عورت کا اکٹھا رہنا مشکل ہو جاتا ہے ابھی کل ہی سول ملٹری گزٹ لاہور میں بیٹے ایک قصہ پڑھا ہے جو بطور ناول لکھا گیا ہے مگر جس کی غرض یہ ہے کہ بیاہ کے بعد گھر کی اندرونی زندگی پر روشنی ڈالے اور ان واقعات کو ظاہر کرے جو اکثر انگریز گھروں کے اندر روزمرہ پیش آتے ہیں اس قصہ میں شادی کے چند سال بعد عورت کی

محبت خاوند سے ٹوٹ جاتی ہے کیونکہ اسکے دل میں کسی اور کا عشق پیدا ہو جاتا ہے یہ تو ایک قصہ ہے اس قسم کے ہزار ناموں آج کل لکھے جا رہے ہیں جن میں مذہب زندگی کے اس پہلو کی اصل حالت کو ظاہر کیا گیا ہے شادی کے بعد خاوند کی محبت کسی نقالن سے ہو جاتی ہے یا وہ کسی اور کو اپنی محبوبہ بنا لیتا ہے اور مرد و عورت دونوں کی زندگی اسی دنیا میں ایک دوزخ کا نمونہ ہو جاتی ہے ان واقعات کا آخر یہ اثر ہوا ہے کہ نکاح سے زن بدینا نفرت بڑھتی جاتی ہے اور مذہب ممالک میں ایسے مردوں اور عورتوں کی کثرت ہو گئی ہے جو باقاعدہ نکاح کر نیکی بغیر اپنی ساری زندگی بسر کرتے ہیں یہ جو تہذیب کا میلان مجروحانہ زندگی کی طرف ہو رہا ہے اسکا بڑا اثر ایک سطحی نظر سے بھی معلوم ہو سکتا ہے۔ یعنی اگر یہ تجدد واقعی اور حقیقی ہو تو نتیجہ یہ ہوگا کہ انسانی نسل کا خاتمہ ہو جائے اور اگر صرف دکھائیے لیے تجدد ہے اور اندرونی زندگی اور رنگ کی ہے تو ولد الزنا بچوں کی کثرت سے آخر ایک ایسی نسل پھیل جائے گی جو والدین کا امتیاز نہ ہونیکے سبب سے وحشیوں کی طرح ہوگی ان واقعات کے تحت چند روزہ نکاحوں کی تجویز پیش کرنا یا یہ کہنا کہ نکاح مطلقاً ہو ہی نہ بلکہ جہان تعلقات محبت ہوں وہیں تعلقات زن و شوہر بھی ہوں جسکو آج کل مذہب ممالک میں آزادانہ محبت کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ یہ بیماری کا علاج نہیں بلکہ اسکو اور بھی بڑھانے کی تجویز ہیں۔ جو لوگ قوم میں اصلاح کرنا چاہتے ہیں ان کا فرض ہو کہ ٹھنڈے اور بے تعصب دل سے ان مشکلات کی اصل وجہ کو تلاش کریں اور جن اسباب سے یہ امراض پیدا ہوتی ہیں انکو دور کرنے کی کوشش کریں یہ بھٹیک نہیں کہ ایک مرد اور ایک عورت کے تعلق میں جو بذریعہ نکاح پیدا ہوتا ہے۔ زندگی کا ایک ہی ڈھنگ رہنے سے طبیعت اکتا جاتی ہے اور اسوجہ سے جھگڑے پیدا ہوتے ہیں اگر کوئی خارجی واقعات ایسے پیش نہ آویں جن سے مرد یا عورت کی محبت اپنے جوڑے سے ٹوٹ کر اور جگہ پیدا ہو جائے تو اس قسم کے واقعات اندرونی فساد کے پیش نہیں آسکتے کیونکہ نکاح میں محبت کا ایک بیج بویا جاتا ہے اور جینٹک کوئی ایسا جھگڑا نہیں آتا جو اس نازک پودے کو جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دے یا جینٹک مرد و عورت کی باہمی محبت کے پانی کو اسکی آبپاشی سے نہ روکا جائے تب تک کوئی وجہ نہیں کہ اس محبت میں بجائے زیادتی کے کمی آوے مگر چہ میں اس امر کو تسلیم کرتا ہوں کہ خانگی تنازعات کے پیدا ہونے کی ایک وجہ نہیں بلکہ ہزاروں وجہ ہو سکتے ہیں لیکن ان میں سب سے بڑی وجہ جسے لاکھوں آباد گھر و ملکوتیاہ کیا ہے اور جو بیاہ کے تعلقات کو جڑ سے کاٹتی ہے یہ ہے کہ خاوند اور عورت دونوں یا دونوں میں سے ایک کی محبت کسی اور جگہ ہو جاتی ہے اور مذہب ممالک میں اس مرض کے کثرت سے پھیل جانے کی وجہ صرف یہی ہے کہ مردوں اور عورتوں کے نامناسب طور پر کھلے تعلقات ہیں جسقدر زیادہ آزادی ان تعلقات میں ہوگی اسقدر زیادہ تباہی ڈالنے والے نتائج ہونگے چنانچہ پیرس کے متعلق ایک ریڈی کی رائے نقل کی جا چکی ہے کہ وہاں کثرت بدکاری کی

جو نکاح کے دائرے کے اندر ہوتی ہے بڑی بیماری وجہ یہ ہے کہ بیاہنی عورتیں غیر مردوں سے گفتگو میں اور میل جول میں بہت ہی کھلے تعلقات رکھتی ہیں یہاں تک کہ جہاں جی چاہے انکے ساتھ چلی جاتی ہیں اس آزادی کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ بیاہنے والے مردوں اور عورتوں میں فرانس میں دیگر عیسائی ممالک کی نسبت بدکاری کی نسبت بھی بڑھی ہوئی ہے۔ ایسا ہی ہسپانیہ اور اٹلی کے متعلق امریکہ کے ایک فاضل محقق نے پوری تحقیق کے بعد یہ رائے ظاہر کی ہے کہ وہاں کنواری لڑکیاں عموماً غیر مردوں سے کم متنی جلتی ہیں اور اس لیے کنواریاں ان کی اخلاقی حالتیں بھی اچھی ہوتی ہیں اور وہ نسبتاً بہت پاکدامن ہوتی ہیں مگر جو نہی نکاح ہوا پھر عورت کو آزادی ہے جہاں چاہے اور جس کے ساتھ چاہے تعلق رکھے۔ اور اس سے بیاہنے والے مردوں اور عورتوں میں پرے درجہ کی بھیائی اور بدکاری پھیل گئی ہے پس ان واقعات سے ظاہر ہے کہ جس قدر مردوں اور عورتوں کے کھلے تعلقات کو روکا گیا ہے اس قدر ترقی پاکدامنی میں بھی ہوئی ہے اور جس قدر ان تعلقات کی آزادی کو بڑھایا گیا ہے اس قدر بدکاری بھی زیادہ پھیلی ہے پس اس بیماری کا علاج مہذب ممالک میں لا علاج ثابت ہو رہی ہے سوائے پردہ کے اور کچھ نہیں یعنی اجنبی مردوں اور عورتوں کے کھلے تعلقات کو روکا جائے میرا یہ منشاء نہیں کہ پردہ ایسا علاج ہے کہ اس سے ساری بدکاریاں ..... یک لخت ایسی دور ہو جاتی ہیں کہ انکا نام و نشان بھی نہ رہے کیونکہ یہ کمال انسانی سوسائٹی کو اس دنیا میں ہرگز حاصل نہیں ہو سکتا موجودہ انسانی فطرت جب تک رہے گی تب تک اس قسم کے واقعات کم و بیش پیش آتے ہی رہیں گے مان یہ ضرور ہے کہ پردہ ایک ایسا علاج ہے جو بہت کچھ اس معاملہ میں اصلاح کر سکتا ہے اور بدی کو بہت حد تک رو کر سکتا ہے پس جہاں تک انسانی فطرت کو مد نظر رکھ کر کوئی اصلاح مردوں اور عورتوں کے موجودہ تعلقات میں کی جاسکتی ہے پردہ ایک نہایت ہی عمدہ اور مفید علاج ہے کیونکہ پردہ بہت سے بدی کے مواقع کو دور کر دیتا ہے جسے اگر پیش آجائیں تو بچنا کسی کا ہی کام ہے۔

پردہ کے مضمون پر مفصل بحث پہلے گزر چکی ہے۔ یہاں صرف یہ دکھانا مقصود ہے کہ مہذب ممالک میں اس کے رواج دینے سے کیا کیا فوائد ہو سکتے ہیں اور مغربی سوسائٹی کی کن امراض کا یہ سچا علاج ہے مغرب میں تمام بد کاریوں اور گھر کے اندر کے فسادوں کی جڑ صرف یہ ہے کہ مردوں اور عورتوں کو ہر وقت یہ موقع حاصل ہو کہ جہاں چاہیں تعلقات محبت پیدا کر لیں اور وہ خوشی جو گھر کے اندر حاصل ہو سکتی ہے اسے گھر سے باہر حاصل کریں کیونکہ جس صورت میں جو ان عورتیں دلربائی کے تمام سامانوں سے آراستہ ہو کر جوان مردوں جو ہنوز اپنے نفسانی جذبات پر قابو نہیں رکھتے ملیں گی اور ان سے آزادانہ گفتگو کریں گی اور جہاں ان کا جی چاہے تنہائی میں انکے ساتھ جاسکیں گی تو ان کے آزادی سے جو نتیجہ پیدا ہو سکتا ہے وہ ظاہر ہے اور یہ صرف قیاس نہیں

بلکہ جو سوسائٹی کا نقشہ خود پر وہیں لوگوں نے کھینچا ہے اس سے ظاہر ہے کہ واقعی جس قدر بد نتیجہ کی امید کی جاسکتی ہے اس سے بھی بڑھ کر بد نتائج مذہب اقوام میں اس بے پردگی سے پیدا ہو رہے ہیں مین سمجھتا ہوں کہ سادہ قوموں کی نسبت ان مذہب اقوام میں پردہ کی ضرورت اور بھی زیادہ ہو گئی ہے کیونکہ تہذیب کی ترقی سے بجائے سادگی کے زیب و زینت کے سامان بڑھتے جاتے ہیں خوبصورتی نئے نئے انداز پیدا کر رہی ہے اور آرام اور آسائش کے اسباب کے بکثرت میاں ہو نیسے نفسانی خوشنشان دن بدن بڑھ رہی ہیں۔ یہ سب نفسانی خواہشات کے بڑھانے کے سامان ہیں اور ایسے جس قدر یہ سامان سہل الحصول ہوتے جاؤ نیگے اس قدر پردہ کی ضرورت بھی نسبتاً بڑھتی جاؤ گی یا یوں کہو کہ پردہ کی عدم موجودگی سے اس قدر بد کاریاں اور فواحش زیادہ پھیلنے کے معترضین کا بڑا زور تعلیم پر ہوتا ہے پر مین کہتا ہوں کہ پہلے تعلیم کے کوئی نتائج پیش کرنے چاہئے اور پھر اس بات پر زور دینا چاہیو گا کہ پردہ کی ضرورت کو بھی تعلیم نے پورا کر دیا ہے کیا تعلیم ہمارے ہاں وہی اثر پیدا کرے گی جو اس نے سویڈن کی مذہب قوم کے لیے سٹاک ہالم میں پیدا کیا ہے یا اسٹریا کے مذہب قوم کیلئے وائنا میں۔ یا مذہب فرانسیسیوں کے لیے پیرس میں۔ یا مذہب انگریزوں کے لیے لندن میں۔ یا مذہب امریکہ والوں کے لیے نیو یارک میں۔ یہی شہر آج دنیا میں تہذیب کے بڑے مرکز ہیں اور نہایت رنج اور افسوس سے ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ بدکاری کے بڑے مرکز بھی دنیا میں آج ہی ہیں۔ کیا انسان خدا کے قانون قدرت کے لڑ سکتا ہے اگر نہیں تو پھر اصلاح کا وہ پہلو اختیار کرنا چاہئے جو فطرت انسانی اور قانون قدرت کے موافق ہو۔ قدرت کے تو انسان کے نفس کے اندر یہ بات رکھ دی ہے کہ خوبصورت عورتوں کے میل جول اسکے جذبات حیوانی جوش میں آوین کیا تہذیب نے اس قانون قدرت کو بدل دیا ہے نہیں بلکہ اسکا زیادہ نمایاں اثر مذہب مالک میں ہی نظر آتا ہے نہ ہی تہذیب یا تعلیم نے اب تک مردوں اور عورتوں کو ایسے پاکدل بنا دیا ہے کہ ایک دوسرے سے ملکر ان کے جذبات نفسانی کو تحریک نہ ہو اور کوئی بد خیال ان کے دلوں میں یا ان میں سے اکثر کے دلوں میں نہ گھس سکے پس سچی اصلاح یہ ہے کہ جہاں تک ہماری طاقت میں ہے ہم ان مواقع کو دور کریں جن سے بری پیدا ہوتی ہے اور یہی پردہ کی تعلیم دینے میں قرآن کریم کا منشاء ہے۔ تجربہ بتاتا ہے کہ اول جوش محبت کے جو ایک جوان مرد اور عورت زندگی کی ایک صاف طرک اپنے دل میں تجویز کر لیتے ہیں وہ محض ان کے جوش و شوق کا اولہ ہوتا ہے نکل کے بعد چھوٹے چھوٹے رنج و مصائب کم و بیش ہر گھر میں پیدا ہوتے رہتے ہیں اور جس خاوند اور عورت کے تعلقات سے عشق پر مبنی ہوتے ہیں ان میں بھی باہم کبھی نہ کبھی کچھ بخشش پیدا ہو جاتی ہے پس وہ خوشی جسکی گھر میں ملنے کی امید ہوتی ہے ہمیشہ امید کے مطابق حاصل نہیں ہوتی اس قسم کے واقعات کے پیدا ہونے پر اگر خاوند اور عورت دونوں کو یہ موقع حاصل ہے کہ جو خوشی گھر میں انکو نہیں مل سکی وہ باہر تلاش کریں یعنی وہ خوشی جو مرد اور عورت کی محبت کے ایک دوسرے کو حاصل ہوتی ہے تو کوئی



وجہ نہیں کہ وہ اس خوشی کو باہر کیوں تلاش نہ کریں بلکہ اس قسم کا موقع ملنے سے چھوٹی چھوٹی بخششیں بڑے خطرناک پہلو اختیار کر لیتی ہیں۔ معمولی شکایتیں بلکہ ایسی شکایتیں جن کا دراصل وجود ہی کوئی نہیں ہوتا نازک صورت اختیار کر لیتی ہیں اور بجائے اسکے جو تھوڑی دیر بعد وہی تعلقات محبت خاوند اور عورت میں دوبارہ قائم ہو جاویں جدائی بڑھتی جاتی ہے۔ سو خاوند خوشی حاصل کرنے کے لیے کہیں پھر رہا ہے اور عورت اگر بڑی عقیقت نہیں تو وہ بھی اپنی خوشی کے حصول کیلئے کوئی موقع تلاش کرتی رہتی ہے۔ بے پردگی کی صورت میں انسان اپنی حالت پر قانع بھی نہیں ہو سکتا اور اسکی تمام نقص پیدا ہوتے ہیں۔ میں جانتا ہوں کہ مخالفین پردہ کا سب سے بڑا اعتراض پردہ کے خلاف یہی ہے کہ عورتوں کے پردہ میں رہنے سے وہ خوشی حاصل نہیں ہو سکتی جو مردوں اور عورتوں کے میل جول سے پیدا ہوتی ہے لیکن پہلے مضمون میں یہ ثابت کر دیا گیا ہے کہ یہ خوشی اس اصلی اور حقیقی خوشی کو قربان کر کے حاصل ہو سکتی ہے جو انسان کو اپنے گھر میں ملتی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ کوئی شخص اس مضمون پر قلم اٹھائے کہ وہ کونسا مضبوط اعتراض پردہ کے خلاف ہے اور جس صورت میں پردہ خطرناک مراضہ سوسائٹی کا علاج ہے پھر اسکے اختیار کرنے سے کونسا امر مانع ہے۔ ساتھ ہی دوسرے پہلو پر بھی غور کرنا چاہئے کہ پردہ کی عدم موجودگی میں آہستہ آہستہ سوسائٹی کی یہ حالت ہو جائے گی کہ نکاح کے مقدس رواج کا خاتمہ ہو کر حیوانوں کی طرح مردوں اور عورتوں کا بلا امتیاز میل جول ہو گا۔ ضرور ہے کہ ان دونوں امور میں سے مذہب سوسائٹی آخر ایک کو قبول کرے اور اگرچہ اس وقت میلان پردہ کے خلاف اور یقینی کی طرف ہے مگر ہمیں یابوس نہیں ہونا چاہئے کہ عیسائی اقوام بھی جن کو قبول نہ کر نیکی کیونکہ جس قسم کی بیقیدی کی طرف اب مذہب سوسائٹی حرکت کر رہی ہے وہ ہر ایک بے تعصب سمجھدار آدمی کو نفرت دلانے والی ہے۔

پردہ نہ صرف گھر کے اندرونی زندگی کی اصل خوشحالی اور حقیقی راحت کا ہی محافظ ہو گا بلکہ اسکے رواج دینے سے شریف عورتوں کی عفت محفوظ ہو جائے گی۔ مذہب ممالک میں ہزاروں ایسی مثالیں آئے دن دیکھی جاتی ہیں کہ ایک معصوم لڑکی کی عصمت محض اس لیے برباد ہو گئی ہے کہ اس نے اپنے عاشق کی محبت پر بھروسہ کر لیا اور اپنے آپ کو اسکے حوالے کر دیا۔ دنیا میں بہت سے ایسے بد معاش ہیں کہ سادہ لوح لڑکیوں کو محبت اور شادی کی طلب گاری جتنا کدram تزییر میں پھنسا لیتے ہیں اور پھر جب انکی عزت و عفت برباد کر چکے ہیں تو الگ ہو جاتے ہیں اور وہ بیچاری اگر شرم رکھتی ہیں تو خودکشی کرتی ہیں یا استقامت کے ذریعہ اختیار کر کے خطرناک جرایم کی مرتکب ہوتی ہیں اور بالآخر بدکاری کا پیشہ اختیار کرتی ہیں یہ کس قدر ظلم ہو رہا ہے مگر اسکی اصلاح سب سے مطلق توجہ نہیں کی جاتی۔ یہ بیچاری لڑکیاں قابلِ رحم ایسے ہیں کہ اگر انکو ایسے امتحان میں نہ ڈالا جاتا تو بہت ساری ان میں سے بالکل سچی ہوتیں مگر مغرب کے رواج ایسے ہیں کہ پہلے ان غریبوں کو شیطان کے تسلط میں دیدیا جاتا ہے اور جب شیطان ان پر غالب



آجاتا ہے تو پھر ان پر بذنامی کا دھبہ لگایا جاتا ہے حالانکہ اصل قصوان کا نہیں بلکہ ان رواجوں کا ہے جو سادہ لوح عورتوں کو اس طرح پر از جذبات جو انون سے تعلق محبت پیدا کرنے اور ہر قسم کی آزادی رکھنے کا موقعہ دیتے ہیں۔ یورپ میں نکاح سے پہلے جو محبت یا عشق ظاہر کر نیک طریق اختیار کیا گیا ہے وہ جوان مردوں اور عورتوں کے لیے نہایت فطرتاً ناک ثابت ہوا ہے کیونکہ ممکن ہی نہیں کہ جب دونوں طرف پوری طرح حیوانی جذبات کے نیچے ہوں اور جوانی کو پونچھ کر انکی خواہشات نفسانی انپر غالب ہو چکی ہوں تو پھر تخلیقہ میں وہ کچھ سیکھیں ہی وجہ ہے کہ ولد المحرام بچہ کی تعداد دن میں بڑھ رہی ہے۔ بیقیدی کے ساتھ جوان مرد اور عورت کا ملنا اور تخلیقہ میں ایک دوسرے سے اظہار محبت کرنا آخر یہاں تک ترقی کر گیا ہے کہ ویلز اور جرمنی کے بعض حصوں میں یہ طریق مروج ہے اور انگلستان کے بعض حصوں میں آج کے کچھ مدت پہلے بھی یہی طریق مروج تھا کہ عاشق رات کے وقت آ کر اپنی محبوبہ کے ساتھ اسی بستر پر سو جاتا.... اور پھر اسی حالت میں اپسر اپنے عشق کا اظہار کرتا.... کوئی کہہ سکتا ہے کہ اس حالت میں دونوں فریق اپنے جذبات پر قابو رکھ سکیں گے اور کسی بدکاری کے مرتکب نہیں ہونگے مگر ثابت شدہ ہے کہ ولد الزنا بچوں کی تعداد دونوں طریقوں میں ایک سی ہی ہے یعنی خواہ اظہار محبت عاشق اور معشوقہ کا دیکھے وقت تخلیقہ میں ہو یا رات کے وقت بستر پر۔ اخلاقی امراض کا علاج اسی طرح ہونا چاہئے جیسے جسمانی امراض کا یعنی انکے اسباب کی طرف توجہ کرنی چاہئے۔ اور اس بات پر نہیں بھولے رہنا چاہئے کہ تعلیم ہی ہر ایک مرض کا علاج ہوگی تعلیم آخر فطرت انسانی کو نہیں بدل سکتی اور خدا کے مقرر کردہ قانون کو توڑ سکتی ہے۔ جذبات اپنا کام تعلیم یافتہ مردوں اور عورتوں میں اسی طرح کرتے ہیں جیسے بھوکا در پیاس۔ اور اگر ہم خود جوان مردوں اور عورتوں کو ایسے موقعہ دیں کہ وہ ایسی حالتوں میں کھٹے ہوں جہاں انکے جذبات کو تحریک دینے والی تو سب باتیں موجود ہوں اور روکنے والی کوئی چیز نہ ہو پھر اگر وہ بھیسل جاویں تو یہ ایسا انکا قصور نہیں جیسا اس رواج کا جسکے ماتحت انکو ایسی آزادی اور بیقیدی دی گئی ہے میری سمجھ میں جوان مردوں اور عورتوں کی پاکدامنی کا محافظ صرف پردہ ہی ہو سکتا ہے اور بہت سی سادہ رنگینوں کو پردہ ہی ذلت ہے یا سکتا ہے اور ولد الزنا بچہ کی تعداد کے کم کر نیک ذریعہ پردہ ہی ہو سکتا ہے اگر پردہ کے سوا کسی اور بات سے بھی یہ فوائد حاصل ہو سکتے تو یقیناً مذہب ہمالک میں انکا وجود نظر آتا چاہئے تھا۔ اس تحقیقات کے یہ بات ظاہر ہے کہ ان اخلاقی اور تمدنی امراض کا علاج جو مغرب میں پھیلی ہوئی ہیں ایک حد تک پردہ ہو سکتا ہے مگر اکیلا پردہ ہی ان تمام امراض کے علاج کیلئے کافی نہیں۔ اس لیے اب باقی پانچ باتوں پر غور کر کے یہ معلوم کرنا ضروری ہے کہ پردہ کے علاوہ اور کونسا علاج ہے جسکو اختیار کر لیں یہ امراض جڑ سے کٹ سکتے ہیں یہ تو ہم دیکھ چکے ہیں کہ مغرب کی مہذب عیسائی اقوام میں پاکدامنی مردوں اور عورتوں کے درمیان بہت ہی کم ہو گئی ہے کیا نکاح کے دائرہ کے اندر اور کیا اس سے باہر۔ اور رنڈی بازی جیسی سیہ کاری کی آخر قانون

کو اجازت دینی پڑی ہے اور یہ بھی امر ثابت ہے کہ نکل ح کے دائرہ کے اندر مرد و عورتوں کی نسبت زیادہ زمانے کے قریب ہوتے ہیں اور عورتوں میں زیادہ تعداد بدکاری میں مبتلا ہونے والی ان عورتوں کی ہے جنکو خاوند نہیں ملے اور یہ بھی معلوم ہو چکا ہے کہ عورتوں کی تعداد تمام مذہب ممالک میں مردوں سے زیادہ ہے۔ ان تمام باتوں کا علاج نقد ازدواج ہے اور اسکے وجوہات حسب ذیل ہیں۔ عورتوں کی تعداد مردوں کی تعداد سے بہت بڑھی ہوئی ہے۔ اور زوج واحد کے قاعدہ کے ماتحت ایک کثیر تعداد ایسی عورتوں کی رہ جاتی ہے جنکو خاوند تلاش کر نیسے بھی نہیں مل سکتے۔ اگر مرد کی تعداد عورتوں سے بڑھ کر ہوتی تو زوج واحد کا قاعدہ درست رہتا کیونکہ مرد بہ سبب اشغال جنگ اور دوسرے اشغال کے جن کی وجہ سے انکو باہر رہنا پڑتا ہے عورتوں کی نسبت کثیفتر زیادہ ہی درکار ہیں۔ مگر واقعات اسکے خلاف ہیں اور ایک دو نہیں بلکہ کل کے کل عیسائی ممالک میں عورتوں کی تعداد مردوں سے بہت زیادہ ہے اور آگے آبادی کا میلان یہ ہے کہ عورتوں کی زیادتی روز بروز ترقی پر ہے باقی ہے وہ ممالک جہاں نقد ازدواج کی اجازت ہے سوا اس رواج کی موجودگی ہی اس امر پر شاہد ہے کہ وہاں عورتوں کی تعداد مردوں سے زیادہ ہے یہ خیال بالکل غلط ہے کہ موثر الذکر ممالک میں بعض لوگ کسی کئی بیبیان کر لیتے ہیں اور بعض بالکل محروم رہ جاتے ہیں کیونکہ جب تک کسی عورت کو ایسا خاوند حسب منشاء مل سکتا ہے جسکے پیچھے بیوی نہیں تو وہ یقیناً سوت بننا پسند نہیں کریگی۔ الغرض اس میں شک نہیں ہو سکتا کہ دنیا میں عورتوں کی تعداد مردوں سے زیادہ ہے۔ اور ابھی دن بدن عورتوں کی تعداد میں اور بھی زیادتی ہو رہی ہے بلکہ کہا جاتا ہے کہ عورتوں کی تعداد میں ترقی تہذیب کی ترقی سے وابستہ ہے یہ وہ امر ہے جسکو عیسائی مصنفین نے تسلیم کیا ہے اور جو کچھ ہی اسکی وجہ ہے۔ عیسائیوں کو جنہوں نے نقد ازدواج کو رد کیا ہے ملزم کر نیسے یہ یہ کافی ہے کہ وہ نقد ازدواج کے منکر ہوتے تھے مگر اب خدا نے ایک ایسی بات پیدا کر دی ہے جسکا علاج سوائے نقد ازدواج کے کچھ نہیں +

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ زاید عورتوں کو کیا کیا جاوے؟ اس سوال نے عیسائی مصنفین کو حیرت میں ڈال دیا ہے اور اسکا جواب جو اب تک انہوں نے دیا ہے صرف یہ ہے کہ انکے گزارہ کیلئے کوئی شغل یا ملازمت تلاش کرنی چاہیے لیکن جہاں کسی پیشہ یا ملازمت کے اختیار کر نیسے ان عورتوں کے گزارہ کی سبیل نقل و حرکت ان اشغال سے ان کی فطری خواہش جو مرد کیلئے ہے وہ بھی پوری ہو جاوے گی؟ اگر کوئی شخص دنیا میں ایسا موجود ہے جسکا خیال ہو کہ ملازمت یا پیشہ کے اختیار کر نیسے عورت کی فطری خواہش مرد کیلئے بھی پوری ہو جاوے گی تو میں اسکا جواب نہ کیلئے منتظر ہوں خواہ وہ مسٹر دلاور حسین ہو یا کوئی اور دشمن نقد ازدواج مشرقی ہو یا مغربی اور اگر اشغال انکے فطری جذبات کو پورا نہیں کر سکتے تو پھر یہ سوال ہوتا ہے کہ آیا خدا تعالیٰ نے یہ زاید عورتیں ایسی پیدا کی ہیں کہ ان میں وہ فطری خواہش ہی نہ رکھی ہو جو باقی عورت ذات میں موجود ہے۔ کیا قدرتی کوئی انکی

پیدائش میں ہی ایسا امتیاز رکھ دیا ہے کہ اس سے معلوم ہو جائے کہ اس قدر عورتیں نفع کر نیکی لیے پیدا کی گئی ہیں اور اس قدر زاید ہیں جن کے پیدا کر نیسے غرض صرف اس قدر ہے کہ وہ کوئی ملازمت کر کے اپنا پیٹ بھر لیا کریں اور مرد کی خواہش ان کے دلوں میں کبھی پیدا ہی نہیں ہوتی اگر ان دونوں باتوں میں سے کوئی بھی صحیح نہیں جیسا کہ ہر ایک سمجھ دار آدمی کو اقرار کرنا پڑے گا تو پھر قدر و ازواج کو کیونکر روکا جاسکتا ہے کیونکہ پھر اس رواج کی مخالفت کے یہ لازم آتا ہے کہ ان عورتوں پر جبر کیا جائے کہ وہ اپنے جذبات کو کبھی ظاہر نہ ہونے دیں مگر ایسی صورت میں ان کے لیے ملازمت یا کوئی اور پیشہ تلاش کرنے کی فکر کیوں پڑ رہی ہے کیونکہ اگر وہ ایک فطری خواہش پر غالب آسکتی ہیں تو یقیناً دوسری فطری خواہش پر بھی جو کھانے پینے کی خواہش ہے غالب آسکیں گی۔ قدرت کے تو دونوں خواہشیں یکساں ان میں رکھی ہیں اگر ان کی بھوک پیاس کا فکر ہے تو ان کے فطری جذبات کا فکر پہلے کر ناچاہیے کیونکہ یہ انکی فطرتیں مرکوز ہے اور یہ غلط خیال ہے کہ جین تک ہم اس زمین پر رہتے اور کھاتے پیتے ہیں کوئی ایسا نسخہ بھی ایجاد ہو جائے جس سے مرد اور عورت کی فطری خواہشیں ایک دوسرے کے لیے سرے سے نابود ہی ہو جائیں اگر کمین کمین کوئی ایسی عورت بھی ہو جس کو اصطلاح میں بوڑھی کنواری کہا جاتا ہے یعنی جس کی ساری عمر ہی کنواری پن میں گزر جاتی ہے اور وہ واقعی ان الفاظ کی مصداق بھی ہو تو اس سے کوئی عام قاعدہ نہیں نکالا جاسکتا بلکہ یہ ایک استثناء ہے جیسے مردوں میں بھی بعض نامور ایسے ہوتے ہیں جن کے دلوں میں عورت کے لیے کبھی خواہش پیدا ہوتی ہی نہیں اور اگر یہ دونوں باتیں نہیں تو جذبات کے روکنے کا اثر اسکی صحت پر ضرور برا ہو گا کیونکہ قدرت کے یہ جذبات پورے کیے جانیکے لیے ہی رکھے ہیں اور حسب طرح بھوک کے وقت اگر انسان روٹی نہ کھائے تو اسکا برا اثر اس کی صحت پر ہوتا ہے۔ ایسے ہی ان جذبات کے سچے تقاضا کو روکنے کا اثر ہوتا ہے۔ ایک عیسائی واعظ نے بھی اس بات کو تسلیم کیا ہے وہ کہتا ہے کہ انسان مجموعہ قوے انسانی کا نام ہے اس میں کوئی چیز زاید نہیں بلکہ اگر دوبارہ انسان کو بنایا جاوے تو ان میں موجودہ قوے کے ساتھ ہی دوبارہ اسے بنانا پڑیگا اسکے تمام قوے کسی غرض کیلئے بنائے گئے ہیں اور نقص ان قوے میں نہیں بلکہ ان کے ناجائز استعمال میں ہے انسانی تکمیل کیلئے ہر ایک قوت کا ہونا ضروری ہے مذہب صرف اخلاقی احساسات کے ہی تعلق نہیں رکھتا بلکہ قوت متفکرہ سے بھی۔ اور صرف اخلاقی احساسات اور قوت متفکرہ سے ہی نہیں بلکہ اسکی عقل سے بھی اور ان تینوں سے ہی نہیں بلکہ محبت سے بھی اور ان سب کے مجموعہ سے ہی نہیں بلکہ تمام حیوانی جذبات اور جسمانی خواہشات کے بھی بشرطیکہ انکو مناسب طریق میں اور مناسب اغراض کے لیے استعمال کیا جائے۔ مگر بہر حال جذبات اور خواہشات تکمیل انسانی کیلئے ضروری ہیں کیونکہ ان کے بغیر انسان ایسا ہے جیسا ایک مت جڑ سے اکھاڑا ہوا جب تک انسان کو اس مادی زمین پر رہنا ضروری ہے۔ اور ایک جسمانی بناوٹ پر ہی اسکی قوت متفکرہ اور خیالیہ اور فعلیہ کاما رہے تب تک ضروری ہے کہ اس میں جذبات بھی

ہوں اور خواہشات بھی، اس کے بعد ڈاکٹر فٹ جو اس واعظ کا والدیتا ہے لکھتا ہے کہ اس میں شک نہیں ہو سکتا کہ انسانی بناوٹ کی ابتدا میں ہی یہ غرض رکھی گئی تھی کہ اس کے تمام اعضاء محفوظ رہیں اور اپنے اپنے کام میں لگے رہیں ورنہ انسانی بناوٹ کے اندر وہ نہ رکھے جاتے اور اگر انسانوں کے طبعی تقاضوں کو روکنا بھی انسانیت میں ہے تو پھر بازو یا کسی اور عضو کا ٹپینے میں بھی کوئی اہم نہیں ہونا چاہئے۔ ان پر سب قفل ایسے طور پر استعمال کیے جاسکتے ہیں کہ جس سے تمہارے ہمسایہ کو کوئی نقصان نہ پہنچے۔ جو کچھ اور ابتری اور بیماری صرف ان کے غلط استعمال سے پیدا ہوتی ہے۔ (ص ۳۲۲) اس کے بعد ایک ڈاکٹر کا قول نقل کیا گیا ہے کہ انسان پر ایک ایسا وقت آتا ہے کہ جب وہ اپنے آپ کو اس محبت کے دائرہ میں نہ پانے سے جسکے لیے وہ بنایا گیا تھا گھٹنا شروع ہوتا ہے اور عورتیں مردوں سے بھی بڑھ کر اس ضرورت کو محسوس کرتی ہیں تب بیچاری جوان عورتیں سوسائٹی کے ایک مملک تجربہ کے نیچے آتی ہیں اور وہ روح جو انکی روح کا اصل سہارا ہوتی ہے انکے اندر سے نکل جاتی ہے +

یہ وہ باتیں ہیں جن سے ایک دانا دل جس میں تعصب اور حسد کو جگہ نہیں جھٹ ایک سچے نتیجہ پر پہنچ جاتا اور حق کے قبول کرنے کے لیے تیار ہو جاتا ہے۔ مگر اس کے علاوہ واقعی طور پر دنیا میں یہ شہادت مل رہی ہے کہ عورتوں کا بغیر غور و فکر رکھنا نہایت خطرناک نتائج پیدا کر رہا ہے اور یہ واقعات ایسے ہیں جن سے ایک متعصب انسان بھی انکار نہیں کر سکتا زنا اور رینڈی بازی دن بدن ترقی پر ہیں اور دل الزما بچوں کی تعداد اس خطرے میں ڈال رہی ہے کہ کسی دن سائٹی کا نقشہ وحشیوں کا سا نہ ہو جائے۔ مگر کیا ہم سب الزام عورتوں کے سر پر دیکھتے ہیں۔ ہرگز نہیں اصل قصور تو ان رواجوں میں ہیں جو ان واقعات کا پیدا کرنے کا موجب ہو رہے ہیں خاوند تو مل سکتے ہیں مگر قانون اور رواج انکو اس جائز طریق سے روک کر زنا کاری میں ڈال رہے ہیں۔ ایک صدی کا عرصہ ہوا یا اس سے کچھ زیادہ کہ ایک عورت پر دل الزما بچہ جننے کا الزام لگایا گیا۔ اس وقت قانون نے اس بات کو جرم میں داخل کر رکھا تھا گو اب نہیں۔ یہ اس عورت کا بچہ جو ان حرام کا بچہ تھا۔ ملزم نے بٹے دروازے پر طریق سے اس امر کو جو جو نئے سامنے بیان کیا کہ وہ کیوں اس جرم کا ارتکاب کرنے پر مجبور ہوئی۔ اُس نے عدالت کو مخاطب کر کے کہا۔ ”اوپ سمجھ سکتے ہیں کہ میں یو قوت نہیں۔ اور میں پرلے درجہ کی حماقت کی مرکب ہوتی۔ اگر میں نکاح کے معزز طریق کو اپنی موجودہ طرز زندگی پر ترجیح نہ دیتی۔ میں ہمیشہ رضا مند رہی ہوں اور اس وقت بھی اس بات پر رضا مند ہوں کہ کوئی مرد مجھ سے نکاح کر لے اور میں یہ بھی یقین کرتی ہوں کہ میں نکاح کر کے اپنے خاوند سے نہایت عمدہ سلوک کرونگی کیونکہ مجھ میں محنت ہنر اور دیانت وہ سب اوصاف موجود ہیں جو نیک بی بی کے لیے ہونے چاہئے۔ میں دعویٰ کرتی ہوں کہ کوئی آدمی ایسا نہیں جو کہہ سکے کہ اُسے کبھی مجھ سے نکاح کی خواہش ظاہر کی ہو۔ اور میں نے مانا ہو۔ بلکہ صرف ایک ہی دفعہ مجھ سے ایک شخص نے نکاح کی درخواست کی اور میں نے اسے خوشی سے قبول کیا۔ اس وقت میں کنواری تھی میں نے اسکی نیک فیتی پر حد سے بڑھ کر بھروسہ کیا اور اپنی عزت کو







نیکی کی قوت رکھی گئی ہے۔ ہر حال اصل بات یہ ہے کہ فطرت کبھی توجہ نہیں ہوتی جیسا کہ مینے دکھایا ہے کہ بیابا ہی ہوئی عورتوں کے زیادہ بدکاری میں مبتلا ہو سکی وہ کوئی ان کی فطری ضرورت نہیں بلکہ رواجوں اور قانون کا نقص ہے ایسا ہی یہ امر بھی ثابت ہے کہ بیابا ہی ہوئے مردوں میں بیابا ہی ہوئی عورتوں کی نسبت زیادہ بدکاری ہو سکی اصل وجہ یہی نہیں رواجوں اور قوانین کا نقص ہے کیونکہ یہ رواج اور قوانین مرد کو اپنی فطری خواہشوں کے پورے تقاضے کو جائز طریق سے پورا ہونے سے روکتے ہیں اول تو ان کے جذبات کیلئے یہ امر محسوس ہے کہ عورتیں ہر طرح سے زیب زینت کر کے ان کے ساتھ ملتی جلتی ہیں اور دونوں جھنسون کا ایسا خلا ملا ہوتا ہے جو اکثر لغزش کا باعث ہو جاتا ہے۔ مگر ان قوانین میں مردوں کے ساتھ ایک اور نا انصافی کی جاتی ہے یعنی ان کو مجبور کیا جاتا ہے کہ خواہ وہ واقعی تعدد ازواج کی ضرورت محسوس بھی کرتے ہوں مگر تاہم ان کو زوجہ واحد پر ہی اکتفا کرنا چاہئے۔ ضرورت تعدد ازواج پر بحث کرتے ہوئے یہ پہلے دکھایا جا چکا ہے کہ عورتوں کے ساتھ بعض عوارض ایسے لگے ہوئے ہیں جن کی وجہ سے وہ بعض ایام میں مستقل طور پر بلکہ بعض وقت لمبے عرصہ کیلئے تعلقات زن و شوئی کے قابل نہیں ہوتیں ایسی حالت میں ایک خاوند جس کو قدرت نے ان قوس سے زیادہ حصہ دیا ہے دوسری عورت کی ضرورت محسوس کر لگا اور اگرچہ قانون قدرت الہی نے تو ان کے لیے سامان مہیا کر رکھا ہے یعنی عورتیں مردوں سے زیادہ پیدا کی ہیں مگر سوسائٹی نے قوانین اور رواج ایسے بنو کر رکھے ہیں جو اس کو اس جائز فائدہ کے حاصل کرنے سے روکتے ہیں لیکن ان قوانین سے صرف ہی فائدہ ہوتا ہے کہ مرد ظاہر طور پر اپنے قوس کے تقاضوں کو پورا نہیں کر سکتا اور خفیہ طور پر ان کے پورا کرنے کی کوشش کرتا ہے کیونکہ جو بات خدا تعالیٰ نے اس کی فطرت میں رکھ دی ہے اس کے خلاف وہ نہیں چل سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ بیابا ہی ہوئے مرد بیابا ہی ہوئی عورتوں کی نسبت زیادہ زنا کاری میں مبتلا ہیں کئی قانون قانون قدرت کو نہیں ڈال سکتا۔ قدرت اپنے اتفاقاً متاثر کر کے بڑی پس رواجوں اور قانونوں کو قانون قدرت کے ماتحت کرنا چاہیے نہ کہ ان کا قانون قدرت کو اپنے وضع کردہ قوانین کے ماتحت رکھنے کی کوشش کی جائے جس کا نتیجہ ایسا برائیت ہو رہا ہے یعنی تعدد ازواج کی ممانعت کے آخر چھپی ہوئی بدکاری زور پکڑ گئی ہے اور ایک آدمی جس کو سید طریق سے روکا جاتا ہے آخر کسی مسر ز خاندان کی عزت کو برا کر رہا ہے +

جیسا کہ میں نے شروع میں کہا تھا اس غلط فہمی کی کرنیں بھی ہیں اور امید کامل ہے کہ آخر حق جوئی تعصب پر غالب آجائے گی نہ صرف عیسائی ممالک میں عیسائیت کا وہ فرقہ پیدا ہو گیا ہے جو گھلے طور پر تعدد ازواج کی تعلیم دیتا ہے اور جینک قانون ملکے نہیں روکا تعدد ازواج کے پاک اصول عمل کرتا رہا۔ بلکہ ان لوگوں میں سے جنہوں نے ان مسائل پر غور کیا ہے بعض بڑے بڑے فاضل ایسے ہیں جن کا تعدد ازواج کی ضرورت محسوس کرتے ہیں۔ ڈاکٹر فٹ جسکی کتاب ہوم سائیکلو پیڈیا سے بہت سے اقوال نقل کیے گئے ہیں۔ مذہب ممالک

کی اخلاقی اور تمدنی برہمن کا علاج اور نئے قوانین نکاح تجویز کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے ہمیں مارمنوں کو تعدد ازواج کی اجازت دینی چاہئے اس مذہب زمانہ میں اس اجازت کا نتیجہ نہیں ہو سکتا کہ کل کی کل عورتیں چند مردوں کی ہی ملک میں آجاویں۔ اور عورتوں کا قحط پڑ جائے اس وقت تمام دنیا میں میلان آبادی اسی طرف ہے کہ عورتوں کی تعداد بڑھ رہی ہے، پھر لکھتا ہے کہ ان اعداد سے جو مردوں اور عورتوں کی مردم شماری کو ظاہر کرتے ہیں یہ معلوم ہو گا کہ ہمارے درمیان بڑے وسیع پیمانے پر تعدد ازواج کی گنجائش ہے اس ملک میں ذرہ بھی خطرہ نہیں کہ تعدد ازواج کے اختیار کرنے سے عورتوں کی کمی ہو جاوے گی۔ اگر کوئی ایسی عورت ہے جو اس طرح پر نکاح کرنا بہتر سمجھتی ہے کہ اسے خاوند کا ایک حصہ ہی مل جائے یہ نسبت اسکے کہ اسے ساری عمر بغیر خاوند کے ہی بسر کرنی پڑے۔ اگر کوئی ایسی غریب لڑکی ہے جو اس بات کو پسند کرتی ہے کہ بجائے اسکے کہ سلائی کر کے اپنا پیٹ بھرے اسے ایسا خاوند ہی مل جائے جس کی محبت کا ایک حصہ اسکے لیے ہو اور کافی طور پر گزارہ ملتا رہے۔ پھر اگر تم اسکو روکو گے تو نتیجہ یہ ہو گا کہ وہ سخت بدکاری میں گرفتار ہوگی۔ یاد رکھو کہ بہر حال تعدد ازواج عورت کے لیے اس سے بہتر ہے کہ وہ زنا کر کے روپیہ کمائے۔ اگر ایک عورت ایسی ہے جو بجائے بے اولاد رہنے کے اس بات کو پسند کرتی ہے کہ اسکا نکاح ہو جائے خواہ سارے کا سارا خاوند اسکے حصہ میں نہ ہی آئے تو ہم کیوں مداخلت کریں ہمیں اس سے کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔ وہ خوشی جو اسکو بچہ کی زندگی میں نہیں مل سکتی ایک پیارے بچہ کے گود میں ہونی سے مل جاتی ہے اور تعدد ازواج میں دوسری بیوی کے ساتھ ہونی سے اسکو وہ گھر اسٹ بھی نہ ہوگی جو بعض وقت زوج واحد ہونی سے ہوتی ہے۔ یہ تعصب جو تعدد ازواج کے خلاف آج کل ہے یہ تکلف سے پیدا کیا جاتا ہے اور اگلا سکی وجہ پوچھی جائے کہ کیوں ہمیں تعدد ازواج سے نفرت ہے تو سو گنا غلط بیانی یا ناحق ایک چیز کو برا کہنے کے اور کوئی وجہ بیان نہیں کی جاتی۔

اخیر پر یہ امر بھی بیان کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ تعدد ازواج کی مانعیت کس طرح موجودہ زور پکڑا ہے۔ ابتداً اسکی کثرت بدکاری ہے اور پھر آہستہ آہستہ عیسائیوں نے نکاح کے اصل مضمون کے متعلق غلط پہلو اختیار کر کے تعدد ازواج کی مانعیت کو اپنا مذہبی عقیدہ بنا لیا۔ وہ قومیں جنہوں نے پہلے دنیا میں تعدد ازواج کو روکا رومی اور یونانی تھے جو آج تک اپنی بدکاریوں میں ضرب الثل ہیں اور جہاں کسی قوم کا سخت بدکاری میں گرفتار ہونا بیان کرنا مقصود ہوتا ہے تو اسے انہیں قوموں سے مشابہت دی جاتی ہے۔ عیسائیت بھی رومی سلطنت میں پیدا ہوئی۔ یہ نیا مذہب یہودی مذہب کا ایک فرقہ تھا جہاں تعدد ازواج کو ضروری تسلیم کیا گیا تھا کیونکہ اسرائیل کے بزرگ نبیوں حضرت ابراہیم موسے اور دیگر انبیاء علیہم السلام کی شہادت اسکی تائید میں تھی۔ مسیح نے ایک لفظ بھی اسکے خلاف نہیں کہا۔ بلکہ حواریوں نے بھی اسکی ممانعت نہیں کی۔ اور اگرچہ کلیسیا کے بڑے بڑے علمبردار

یہ یہ تیار لگادی گئی تھی کہ وہ زواج واحد کے قاعدے کے پابند رہیں مگر عوام الناس کو کبھی تعدد ازواج سے متین  
 روکا گیا جس سے عواریوں کے نزدیک تعدد ازواج کے جواز کا صاف ثبوت ملتا ہے یہی وجہ تھی کہ عیسائی دنیا میں  
 تعدد ازواج کو ولج کھوڑا کھوڑا چلا آیا اور مجلس کے سامنے یہ سوال پیش ہوا تو انہوں نے بھی یہ فیصلہ کیا کہ اناجیل  
 صافات الفاظ میں تعدد ازواج سے کہیں نہیں روکتیں اور کلیسیا بٹے بٹے عہدیدار ایک سے زیادہ بیبیان کرتے  
 رہے ہیں اس طرح پر عیسائیت میں بھی تعدد ازواج کو مذہبی طور پر تسلیم کیا گیا تھا۔ مگر ان واقعات کے ساتھ ساتھ  
 ایک اور سلسلہ واقعات کا بھی پیدا ہو گیا تھا جس نے خود نکاح کے مفہوم کو ہی بگاڑ دیا اور عیسائیوں کے دونوں نکاح  
 سے ایک گونہ نفرت پیدا کر دی۔ عام خیال حضرت مسیح کے متعلق یہی تھا کہ انہوں نے نکاح نہیں کیا پھر سیکے زیادہ  
 اثر عیسائیت پر پولوس کا پڑا جسکی کوششوں سے عیسائی مذہب یہودیہ سے الگ ہوا اس نے بھی آخر عمر تک نکاح نہیں  
 کیا اس لیے وہ دوسروں کو بھی بجزر کی ترغیب دیتا تھا۔ اسکا اثر کلیسیا پر یہ ہوا کہ نکاح برا سمجھا جانے لگا اور انسانی  
 کمال بجزر میں سمجھا گیا اس سے آگے میں پھر ہوم سائیکلو پیڈیا سے نقل کرتا ہوں "سینٹ جیرومی نے جو  
 چوتھی صدی عیسائی میں ہوا ہے اور جس کی بہت سی تصنیفوں اور ترجموں کی وجہ سے عیسائی دنیا میں ہون  
 احسان ہے یہ لکھا ہے کہ میں چاہے کہ کھارڈی ہاتھ میں لیکر نکاح کے نقصان وہ رواج کو دنیا سے نابود کر دین  
 ابتدا میں خدا نے نکاح کی اجازت خاص اغراض کے لیے دی تھی۔ مگر مریم اور۔۔۔ مسیح نے بجزر کو مقدس کر دیا  
 ہے۔ گیارہ کتا ہے کہ چوتھی صدی کے عیسائی بزرگوں کا یہ خیال تھا کہ نکاح آدم کے گناہ کی سزا ہے اور اگر آدم  
 گناہ کا ارتکاب نہ کرتا تو بقائے نوع انسانی کی کوئی اور صورت ہوتی ان بزرگوں کی بجزر و نئے آخر میں قانون  
 بن گیا اور کلیسیا اپنے عہدیداروں کو نکاح کر نیسے روک دیا۔ مگر چونکہ وہ عوام کو نکاح سے نہ روک سکتے تھے اس لیے  
 طرح طرح کے جیلوں سے وہاں قیدین لگانی شروع کیں۔۔۔ یہ ابتدائی عیسائیوں کی بد قسمتی تھی کہ پولوس مجبوراً  
 جسکی وجہ غالباً یہ تھی کہ جوانی میں وہ کسی عورت پر عاشق ہو کر مایوس ہو چکا تھا۔ اور خود بجزر ہو چکی وجہ سے وہ بجزر کو  
 ہی ترجیح دیتا رہا اسکی مثال اس گیدڑ کی طرح تھی جسکی دم کسی طرح سے کٹ گئی تو اسنے یہی پسند کیا کہ دوسروں کی  
 دم میں بھی اس طرح کٹ جائیں۔ چنانچہ پولوس قرن ثانیوں کو لکھتا ہے کہ آدمی کے لیے یہی بہتر ہے کہ وہ عورت کے  
 نزدیک نہ جاوے۔ اس جھوٹے خیال کا جو عملی طور پر بد نتیجہ پیدا ہوا اور جو کچھ اسکا اثر کلیسیا عہدیداروں کے اخلاق  
 پر ہوا وہ محتاج بیان نہیں سینٹ برنارڈ نے طے زور سے اس جھوٹے خیال کی تردید کی کہ فطرت انسانی  
 کے خلاف چکر پائیزگی حاصل ہو سکتی ہے لیکن اس اثر کو بیان کرتا ہوا ایک سوین صدی کے اٹلی کے بپشکے  
 الفاظ نقل کرتا ہے جسے کہا تھا کہ اگر میں یہ چاہوں کہ ان ناپاک لوگوں کے خلاف جو کلیسیا کے عہدیدار ہیں تو ان  
 کو عذر آمدین لاؤں تو سوائے جھوٹے جھوٹے پگونے ایک آدمی بھی نہ رہے گا اور اگر اس قانون کو عذر آمدین لاؤں





علم مطلق نے اس آئندہ واقعہ پر مجھے مطلع فرمایا ہے اس لیے میں یقین رکھتا ہوں کہ عظیم الشان حادثہ جو محشر کے حادثہ کو یاد دلایگا وہ نہیں ہے مجھے خدا نے غرور جل نے یہ بھی فرمایا ہے کہ یہ دو تون زلزلے تیری سچائی ظاہر کر نیکی لیے دو نشان ہیں انہیں نشانوں کی طرح جو موسیٰ نے فرعون کے سامنے دکھلائے تھے اور اس نشان کی طرح جو نوح نے اپنی قوم کو دکھلایا تھا اور یاد رہے کہ ان نشانوں کے بعد بھی بس نہیں بلکہ کئی نشان ایک دوسرے کے بعد ظاہر ہوتے ہیں گے بیان تک کہ انسان کی آنکھ کھلے گی اور حیرت زدہ ہو کر کہیگا کہ یہ کیا ہوا چاہتا ہے ہر ایک دن سخت اور پہلے سے بدتر آئیگا۔ خدا فرماتا ہے کہ میں حیرتناک کام دکھلاؤں گا اور بس نہیں کروں گا جب تک کہ لوگ اپنے دلوں کی اصلاح نہ کر لیں اور جس طرح یوسف نبی کی توفیق ہوئی کہ سخت کال پڑا یہاں تک کہ کھانیکے لیے درختوں کے پتے بھی زرہے اس طرح ایک دست کا سامنا موجود ہو گا اور جیسا کہ یوسف نے انج کے ذخیرہ سے لوگوں کی جان بچائی اسی طرح جان بچانیکے لیے خدا نے اس جگہ بھی مجھے ایک روحانی غذا کا متمم بنایا ہے جو شخص اس غذا کو سچے دل سے پورے وزن کے ساتھ کھائے گا میں یقین رکھتا ہوں کہ ضرور اس پر رحم کیا جائیگا بعض نادان کہتے ہیں کہ پھر کئی لوگ حمدی جماعت میں سے طاعون سے کیوں مر گئے پس یاد رہے کہ اب تک ایک فرد بھی ہماری جماعت میں سے طاعون یا زلزلہ سے نہیں مرا جس نے علی حالت کو محبت کاملہ اور قوت ایمان اور پورے صدق و صفا اور دین کو مقدم رکھنے کے ساتھ جمع کیا ہو اور جس کو میں نے ان علامات کے ساتھ شناخت کر لیا ہو یا مجھ کو اس مرتبہ کی خبر دی گئی ہو۔ مان چنکے لاکھوں انسان اس جماعت میں داخل ہو چکے ہیں اور اکثر وہ میں جو ایک کچھ کی طرح کمزور ہیں اور ایسے بھی ہیں جو کسی ابتلا کی وقت ثابت قدم بھی نہیں رہ سکتے اور ایسے بھی ہیں جو تھوڑے سے امتحان میں پڑ کر مرتد ہو نیکو تیار ہوتے ہیں اور ایسے بھی ہیں جو یہ اقرار کر کے جھوٹ بولتے ہیں جو ہم نے دین کو دنیا پر مقدم کر لیا ہے حالانکہ کبھی تک وہ دنیا کے گند میں پڑے ہیں۔ ہرگز دین کو دنیا پر مقدم نہیں کیا۔ ورنہ ہرگز دنیا میں مبتلا اور اسی غم و تہم میں گرفتار نہیں اور ان کی عقلی حالت اسی پر گواہی دے رہی ہے کہ انہوں نے دین کو دنیا پر مقدم نہیں کیا۔ ہرگز نہیں کیا لیکن میں امید رکھتا ہوں کہ آہستہ آہستہ تیری بڑی روحانی ترقی کو لے کر غرض ممکن نہیں اور بالکل ممکن نہیں کہ جس شرط پر میں لوگوں کو بیعت میں داخل کرتا ہوں اور جس راہ پر چلانا چاہتا ہوں اس پر مضبوط پنجہ مار کر پھیر بھی سکی شخص مورد عذاب الہی ہو۔ مان کمزوری کی حالت میں ان کے لیے طاعون فوت ہونا ایک شہادت ہے جو گناہ سے صاف کر کے انکو بہشت میں پہنچا دے اور یہی خبر خدا نے مجھے دی تھی جس میں عام طور پر شائع کر دیا تھا مگر لوگوں نے جیسا کہ انکی عادت ہے اس المام میں تحریف کر کے اپنی طرف سے یہ شائع کیا کہ گویا میرا یہ دعوے ہے کہ کوئی مرید میرا گواہ اسکی عملی یا ایمانی حالت کیسی ہی ہو طاعون سے نہیں مرے گا تعجب ہے کہ ہمارے مخالف لوگوں میں انفرکی عادت کس قدر بڑھ گئی ہے اصل المام جس میں نے نتیجہ نکالا تھا کہ خدا تعالیٰ ہر ایک کامل الایمان اور کامل العمل کو جو ہماری جماعت میں سے ہو گا طاعون کی موت سے بچائے گا۔ یہ ہے:- الذین امنوا ولم یلبسوا ایمانہم بظلم اولئک لیم الا من وہم مہتدون یعنی جن لوگوں نے مجھے قبول کیا اور پھر ایمان لائے اور اپنے ایمان کو کسی ظلم اور قصور اور کسی نوع کے ایمانی یا عملی تاریکی یا نقص کے ساتھ مختلط نہیں کیا وہ طاعون کے حملے سے امن میں ہیں اور ان کے پس منظر سے کہاں سے یہ ثابت ہے کہ جو لوگ اپنے اندر کچھ نقص اور ظلم رکھتے ہیں یا کوئی ایمانی کمزوری وہ بھی اس وعدہ الہی کے نیچے داخل ہیں۔ فعوذ باللہ من سوء الفہم افراطا والوہم۔

میں ایسے چند لوگوں کو بھی جانتا ہوں جو پہلے اس جماعت میں داخل ہوئے تھے اور پھر مرتد ہو گئے اگر وہ اس جماعت میں رہ کر طاعون سے مر جاتے تو جلد باز اور نادان لوگ ہی کہتے کہ دیکھو اس جماعت کے یہ لوگ تھے جو طاعون سے مر گئے حالانکہ ان کے اندر ایک جدیدیت مادہ تھا جسکو خدا جانتا تھا اور لوگ نہیں جانتے تھے اور وہ اس پھوڑے کی طرح تھے جو اوپر سے بہت چمکتا ہوا اور اندر بجز پرستیکہ اور کچھ نہ ہوتا ان کے لئے جسے یہ خبر رکھی ہے کہ طاعون اس جماعت کی تعداد کو بڑھا گیا اور دوسرے مسلمانوں کی تعداد کو گھٹا دیا سو آخر پر دیکھ لیتا چاہیے کہ یہ پیش گوئی سچی نکلی یا جھوٹی میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس ظلم کے سبب جو کیا گیا وہ طاعون کے نشان کو دیکھ کر لوگ مسلمانوں سے پیش کیے یہ دوسرا نشان زلزلہ کا ظاہر ہوا جس کی خبر آج سے قریب ایک برس پہلے اخبار الحکم اور البدر میں شائع کی گئی تھی اور پہلے اشتہار میں جو لکھا گیا کہ زلزلہ سپنج جبینہ پہلے الہام عفت الدیار محلہ او مقام ہوا تھا۔ وہ غلطی سے لکھا گیا تھا بلکہ نئی سنہ ۱۲۸۱ء میں ان دونوں اخباروں میں اس خوفناک زلزلہ کی خبر شائع ہوئی تھی ساتھ اسکے یہ بھی الہام تھا کہ زلزلہ کا دھکا اور عربی الہام مذکورہ بالا کا مفہوم یہ تھا کہ زلزلہ کی وقت جو مکان بطور نمائے کے ہونگے یا جو متقل طور پر سکونت کے مکانات ہونگے وہ حادثہ زلزلہ سے نابود ہو جائیں گے ان کا نام نشان نہ رہے گا اور پھر اشتہار الوصیت میں بھی زلزلہ سے پہلے شائع کیا گیا تھا کہ موتا موتی کا واقعہ آئینہ لاہور جس سے شور قیامت برپا ہوا غرض اسے ناظرین آپ صاحبان کچھ سمجھ چکے ہیں کہ وہ پیشگوئی جو میں نے الحکم اور البدر میں شدید زلزلہ کے بارے میں کی تھی تاریخ ایک برس پہلے کی تھی وہ کس زور سے پوری ہوئی اور جو سخت حادثہ کانگرہ اور بھاگپور اور پالم پور اور سو جان پور پر ہوا اور دیگر مقامات جیسا کہ گواہ اور رپورٹیں ہوئے انکی تفصیل کی اس جگہ حاجت نہیں یہ ایک ایسی پیشگوئی تھی جس سے دو تیر بہت اثر ہونا چاہیے تھا۔ مگر میں نے سنا ہے کہ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ لاہور اور امرتسر میں اس پر بھی بہت سا ٹھٹھا کیا گیا خاص کر مسیحا خبار کے ایڈیٹر نے اس ٹھٹھے سے بہت سا حصہ لیا اور رد کی طور پر لکھا کہ ایسے زلزلے ہمیشہ آتے ہیں اور جاپان میں بہت زلزلے آیا کرتے ہیں اس شخص نے بدو دانستہ چوکی کا خون کرتا چاہا ہے کہ وہ سمجھے کہ دنیا میں کوئی نئی بات نہیں نوح کے طوفان تک کا بھی پہلے ایک نمونہ گذر چکا ہے۔ مگر خدا تعالیٰ جیسے کسی ایسے شریک حادثہ کی قبل از وقت خبر نہ دے جو اس تک کے رہنے والے اسکو ایک غیر معمولی واقعہ اور ایک آن ہونی بات خیال کرتے ہوں اور اپنے ملک میں انکے باپ دادوں۔ نہ اسکی نظیر نہ دیکھی ہو اور ایسا امر انکے ملک میں ظاہر ہونا انکے خیال و گمان میں بھی نہ ہو وہ امر واقع ہو جائے اور وہ پیشگوئی پوری ہو جائے تو پھر بھی اسکو معمولی بات سمجھنا اگر سڑدھرمی نہیں تو اور کیا ہے مگر میں جانتا ہوں کہ اس دربر کا قصاص رکھنے والے اور انستہ حق چھپا دینے والے دنیا میں بہت کم ہونگے شاید ایڈیٹر صاحب پر اختیار اس اپنی سیرۃ میں لاہور میں ایک نئی یا چند آدمی جو انگلیوں پر شمار ہو سکتے ہیں ان کے ہم مشرب ہوں +

بہر حال جبکہ پہلی پیشگوئی کو ڈیر نیولے دل کے ساتھ نہیں دیکھا گیا اور مجھ کو قول مسیحا خبار کا نذر یا اقرار کے کاموں کا تاجر ٹھہرایا گیا ہے تو خدا تعالیٰ نے چاہا کہ اب دوسرا نشان دکھا دے تا مانتے والو پراسکار رحم ہوا تو یہ کر نیوالے تو یہ کر لیں اور تا وہ لوگ جو کئی منزلوں کی چھتوئے نیچے سوتے ہیں وہ کسی اور جگہ ڈیرے لگالیں اس وقت بجز تو یہ کیا علاج ہے اس آیتولے حادثہ کیلئے کوئی طریقہ کا بھی تجویز نہیں ہو سکتا ہے جس سے نئی آہوں میں بعض خیر خواہی مخلوق کیلئے ہمدردی سے بھرے ہوئے دل کے

ساتھ یہ اشتہار شائع کرتا ہوں کہ جہاں تک ممکن ہو اپنی اصلاح کرنی چاہئے کم سے کم ظلم اور تعدی اور فسق و فجور اور ٹھٹھے اور ہنسی سے دستکش ہو جانا چاہئے بہتر ہے کہ ہر ایک شخص اپنا صدقہ دے اور اگر قربانی بھی کرے تو بہتر ہے اور ٹھٹھے والی مجلسوں سے الگ ہو جائے یا درہم سے کہ اگر کسی کا مذہب اور عقیدہ ناراستی پر ہے مگر وہ ٹھٹھے کرنی والی مجلسوں میں نہیں بیٹھنا اور بدزبانی کرنی والی زبان میں مان میں ملانا اور فسق و فجور اور ظلم و تعدی اور ہر ایک قسم کی شرارتوں سے اور جھوٹی گواہیوں اور ناحق کے خون اور چوری سے دستکش ہے اور غریب اور مسکین اور شرافت کے گزارہ کرتا ہے وہ اگر چہ عیادت اپنی مذہبی غلطی کے روز آخرت میں مواخذہ کے لائق ہو گا مگر دنیا میں خدا تعالیٰ بے جو کریم و رحیم ہے دوسروں کی نسبت اس پر رحم کرے گا بشرطیکہ شیر جہا عتوبہ کے ساتھ اس کا پیوند اور تعلق نہ ہو۔ خوب یاد رکھو کہ جن قوموں کو خدا تعالیٰ نے اس سے پہلے عذاب میں مبتلا کیا تھا جیسا کہ توح کی قوم اور فرعون کی قوم اور لوط کی قوم وہ اس سے ہلاک نہیں کی گئی تھیں کہ بعض قریبی اختلاف درمیان تھا بلکہ وہ اپنی شوخیوں اور شرارتوں کی وجہ سے ہلاک کی گئی تھیں۔ توح کی قوم نے نہ صرف حضرت نوح کو مقتدری سمجھا بلکہ عزراٹ ٹھٹھا ہنسی ان کا پیشہ ہو گیا اور فرعون اور اس کی قوم نے پہلے سے زیادہ بی امرائیل پر ظلم کرنا شروع کیا اور لوط کی قوم نے فسق و فجور میں چربک نو بہت پہنچا اور جب انکو سمجھایا گیا تو لوط اور اسکے اصحاب کی نسبت انکو اپنے رفیقوں کو وہ کہا جو قرآن شریف میں مذکور ہے۔ آخر جو ہم من قرینکم انھما اناسیٰ فی غلظۃ عین یعنی ان لوگوں کو اپنے گاؤں سے باہر نکالو یہ تو طہارت اور تقویٰ کے لیے پھر تم میں یعنی ہمارے مخالف اور اور باتیں لوگوں کے کہتے ہیں پس خدا کا غضب ان قوموں پر پھر کا اور انکو صفحہ زمین سے نابود کر دیا۔ پس کیا تم ان لوگوں سے زیادہ سخت ہو یا تم سے پاس خدا تعالیٰ سے مقابلہ کا کچھ سامان موجود ہے اور انکے پاس موجود نہ تھا اور اتم عذاب سے بری کیے گئے ہو اور خدا تعالیٰ میں ابہ عذاب دینے کی قوت نہیں جو پہلے تھی میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس آیتوں کے نشان کے بعد جو جھوک قبول کرے گا اسکا ایمان قابل عزت نہیں جسکے کان میں سُنے۔ خدا تعالیٰ فرماتے کہ میرا غضب زمین پر پھر کا ہے کیونکہ زمین میں لاون نے میری طرقت سے متہ پھیر لیا ہے۔ پس جب ایک انسانی سلطنت عدول حکمی سے ناراض ہو جاتی ہے آیت قرآنی و ما کننا معدن حتیٰ تبعث رسولاً سے صاف ظاہر ہے کہ اس قسم کے قری عذاب کا نازل ہونے سے پہلے خدا کی طرف کوئی رسول ضرور مبعوث ہوتا ہے جو خلقت کو آیتوں کے عذاب کے ڈرانا ہے اور یہ عذاب اسکی نصیب نہیں ہوتا قری نشانات ہوتے ہیں اسوقت خدا کا ایک رسول تمہارے درمیان ہے جو تم کے تمکو ان عذابوں کے آئینی خبر دے گا پس سوچو اور بہ درحقیقت اس حدیث میں اس عادت اللہ کی مثال ڈیٹی عبد اللہ آتھم اور پندت لیکھرام میں عبد اللہ آتھم نے پیشگوئی کو سنکر کوئی شوخی نہیں دکھائی تھی بلکہ رفتاراً ایسے بدلنے جو رحیم و کریم خدا ہے اسکی میعاد میں تاخیر ڈال دی جیسا کہ پہلے الہام میں اسکا وعدہ تھا اگر لیکھرام نے شوخی دکھائی اور پیشگوئی کو سنکر بدزبانی میں بہت بڑھ گیا اور ہر مجلس میں گالیاں دینا اپنا شیوہ اختیار کر لیا ایسی غیور خدا نے اسکی اصل میعاد بھی پوری نہ ہونے دی اور ابھی پانچ برس ہی گزرے تھے جو اپنی سزا کو پہنچ گیا اور وہی زبان کی چھری دوسرے

ایمان لاون کو تاکہ خاتہ آؤ ستر

ہے اور ہولناک سزا دیتی ہے پھر خدا کا غضب کیسا ہوگا پس توبہ کرو کہ دن نزدیک ہیں اور اس باریک بین جو عربی میں مجھے وحی الہی ہوئی اس جگہ میں اس کو معجزہ ترجمہ لکھ کر اس اشتہار کو ختم کرتا ہوں اور وہ یہ ہے۔ بخور اپنے ترا بخور را ہم +  
 لك درجۃ فی السماء و فی الدین ہم یبصرون + نزلت لك لک نری آیات و محمد موباعین +  
 قل عندی شہادۃ من اللہ فهل انتم مومنون + کففت عن بنی اسرائیل + ان فرعون و ہامان و جنودہما کانوا خاطبین + انی مع الا فواج الیک بغتۃ + یعنی جو کچھ میں تجھے کھلاتا ہوں وہ  
 کھاترا آسمان پر ایک درجہ ہے اور نیزان میں درجہ ہے جو آنکھیں رکھتے ہیں اور دیکھتے ہیں اور میں تیرے لیے زمین پر اترونگا  
 تا اپنے نشان دکھلاؤں ہم تیرے لیے زلزلہ کا نشان دکھلائینگے اور وہ عمارتیں جن کو غافل انسان بناتے ہیں یا آئینہ بنائینگے  
 گرا دیں گے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک زلزلہ نہیں بلکہ کئی زلزلے ہونگے جو عمارتوں کو و قنا و قنا گرائینگے اور پھر فرمایا کہ میں تیری  
 جماعت کے لوگوں کو جو مخلص ہیں اور بیٹوں کا حکم رکھتے ہیں بچاؤں گا۔ اس وحی میں خدا تعالیٰ نے مجھے اسرائیل فرادیا اور مخلص لوگوں کو  
 میرے بیٹے اس طرح رہ بنی اسرائیل ٹھہرے۔ اور پھر فرمایا کہ میں آخر کو ظاہر کروں گا کہ فرعون یعنی وہ لوگ جو فرعون کی خصلت  
 پر ہیں اور ہامان یعنی وہ لوگ جو ہامان کی خصلت پر ہیں اور ان کے ساتھ کے لوگ جو ان کا لشکر ہیں یہ سب خطا پر تھے۔ اور  
 پھر فرمایا کہ میں اپنی تمام فوج کے ساتھ یعنی فرشتوں کے ساتھ نشانوں کے دکھلائینگے لینے انکے انی طور پر تیرے پاس آؤں گا یعنی قوت  
 جب اکثر لوگ باور نہیں کریں گے اور ٹھٹھے اور ہنسی میں مشغول ہونگے اور بالکل کام سے بچر ہونگے تب میں اس نشان کو ظاہر کروں گا  
 کہ جس سے زمین کانپ اٹھے گی تب وہ روز دنیا کیلئے ایک نام کا دن ہوگا۔ مبارک وہ جو ڈرین اور قبل اسکے جو خدا کے غضب کا  
 دن آئے توبہ سے اسکو راضی کر لیں کیونکہ وہ حکیم اور کریم اور غفور اور رؤوف ہے جیسا کہ وہ شدید العقاب بھی ہے۔

یاد رہے کہ ان دونوں زلزلوں کا ذکر میری کتاب براہین احمدیہ میں بھی موجود ہے جو آج سے پچیس برس پہلے اکثر  
 مالک میں شائع کی گئی تھی اگرچہ اس وقت اس خارق عادت بات کی طرف ذہن منتقل نہ ہو سکا لیکن اب ان پیشگوئیوں پر  
 نظر ڈالنے سے یہی طور پر معلوم ہوتا ہے کہ وہ آئندہ آئیولے زلزلوں کی نسبت پیشگوئیوں میں تھیں جو اس وقت نظر سے مخفی رہ گئیں  
 چنانچہ سہی پیش گوئی ان میں سے براہین کے صفحہ ۵۱۶ میں موجود ہے جسکی عبارت یہ ہے۔ فبراہ اللہ مما قالوا کان  
 عند اللہ وجہنا الیس اللہ بکاف عبدہ قلنا نجلہ ربنا للجمل جعلہ دکا واللہ موہن  
 کیدا لکفرین یعنی خدا اپنے اس بندہ کو ان تہمتوں اور بتانوں سے بری کرے گا جو اس پر لگائے جائیں گے وہ خود اپنے بندہ  
 کیلئے کافی ہے۔ پس جب خدا پہاڑ پر تجلی کرے گا تو اسکو پارہ پارہ کرے گا اور جو کچھ مخالف لوگ نافع کے الزاموں میں مبتلا کرتا  
 چاہیں گے ان کے سب کمر سست کر دے گا اب چونکہ انہیں دنوں میں مخالف لوگ طرح طرح کی تہمتیں لگانے میں حد سے براہ  
 گئے ہیں اور اسی زمانہ میں خدا نے زلزلہ شدیدہ کی مجھے ایک برس پہلے خبر دی چنانچہ مطابق اسکے پہاڑوں پر زلزلہ کی سخت  
 آفت آئی پس اس سے صاف ظاہر ہے کہ اس جگہ پہاڑوں کے پارہ پارہ کرنے سے مراد یہ زلزلہ تھا جسکی حکم وغیرہ میں ایک برس



پہلے خبر دی گئی۔ دوسری پیشگوئی برائے احمدیہ میں زلزلہ کے بارے میں یہ ہے، میں اپنی چمکار دکھلاؤں گا۔ اپنی قدرت منائی سے تجھ کو اٹھاؤں گا۔ دنیا میں ایک نذیر آیا پر دینا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کر لیا اور بڑے زور اور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دیگا۔ الفتنۃ ہمہنا فاصبر کما صبر اولو العزم فلما تجلّیٰ ربہا للجبیل جعلہ دگّا قوۃ الرّحمن لعید اللہ الصمد..... عربی کا ترجمہ یہ ہے۔ کہ خدا فرماتا ہے کہ ان دنوں میں تیرے پر ایک فتنہ برپا کیا جائیگا۔ پس خدا تجھے بری کر نیکی کے لیے ایک نشان دکھائیگا اور وہ یہ کہ پہاڑ پر اس کی ٹخنی ہوگی اور وہ پہاڑ کو پارہ پارہ کر دیگا یہ خدا کی قوت ہے ہوگا تا وہ اپنے بندہ کیلئے نشان دکھاوے۔ دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۱۵۵ اور پھر رسالہ آمین میں جو مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں چھپ کر سنہ ۱۹۷۱ء میں شائع ہوا تھا یہی خبر نظم میں دی گئی تھی اور وہ شعر میں کرو تو یہ کہ تا ہو جائے رحمت + دکھاؤ جلد تر صدق و امانت + کھڑی ہے سر یہ ایسی ایک ساعت + کہ یاد آجائے گی جس سے قیامت مجھے یہ بات مولے نے بتادی + فسبحن الذی اخزی الاعادی

اب سنو العزیز واکہ آج میں نے تبلیغ کا حق ادا کر دیا۔ اب چاہو ٹھٹھا کرو گالیاں دو تمہیں لگاؤ اور منقری نام رکھو اور چاہو تو قبول کرو میں نے قبل از وقت بتا دیا ہے یہ قسم تو تمہیں آئیوے عذاب کے بھاگ نہیں سکتے خدا برحق ہے اور اس کے وعدے برحق۔ والسلام علی من اتبع الهدی۔ (راقم خاکسار مرزا غلام احمد قادیانی) ۲۱۔ اپریل سنہ ۱۹۷۱ء

## زلزلہ کی خبر بار سوم

آج ۲۹۔ اپریل سنہ ۱۹۷۱ء کو پھر خدا نے بتا دیا ہے مجھے دوسری مرتبہ کے زلزلہ شدیدہ کی نسبت اطلاع دی ہے۔ سو میں محض ہمدردی مخلوق کیلئے عام طور پر تمام دنیا کو اطلاع دیتا ہوں کہ یہ بات آسمان پر قرار پا چکی ہے کہ ایک شدید آفت سخت بتا ہی ڈالنے والی دنیا پر آوے گی جس کا نام خدا نے بتا دیا ہے بار بار زلزلہ رکھا ہے۔ میں نہیں جانتا کہ وہ قریب ہے یا کچھ دیر کے بعد خدا نے بتا دیا ہے اس کو ظاہر فرماوے گا مگر بار بار خبر دینے سے یہی سمجھا جاتا ہے کہ بہت دور نہیں ہے۔ یہ خدا نے بتا دی کہ خبر اور اس کی خاص وحی ہے جو عالم الاسرار ہے اس کے مقابل پر جو لوگ یہ شیلنگ کر رہے ہیں کہ کوئی سخت زلزلہ آئیوے انہیں ہے وہ اگر منجم ہیں یا کسی اور علمی طریق سے اٹھیں دوڑتے ہیں وہ جھوٹے ہیں اور لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں۔ درحقیقت یہ سچ ہے اور بالکل سچ ہے کہ وہ زلزلہ اس لئے ہے کہ اکثر مسلمان جو اپنی غلط فہمی سے حضرت عیسیٰ کو آسمان سے اتار رہے تھے وہ بات صحیح نہ تھی۔ بلکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے مسیح ہو کر آئیوے ایسی راقم تھا۔ لیکن ان لوگوں کا کچھ قصور نہیں کیونکہ قبل از وقوع کسی پیشگوئی کے معنی کرنے میں عوام تو اکثر بعض اوقات انبیاء بھی اجتہادی غلطی کر بیٹھتے ہیں بعد اس کے پیشگوئی کے وقوع کے وقت معنی کھجاتے ہیں +

ملک پرائیو الا ہے جو پہلے کسی آنکھ نے نہیں دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی دل میں گذرا۔ بجز توبہ اور دل کے پاک کرنے کوئی اسکا علاج نہیں کوئی ہے جو ہماری اس بات پر ایمان لائے ہا اور کوئی ہے جو اس آواز کو دل لگا کر سمئے یہ بھی ملک کی برکتی ہے جو خدا کے کلام کو مٹھٹھ اور منہ سے دیکھتے ہیں اور انکے دل ڈرتے نہیں خدا فرماتا ہے کہ میں چھپ کر آؤنگا۔ میں اپنی فوج کے ساتھ اس وقت آؤنگا کہ یہ کو گمان بھی نہ ہو گا کہ ایسا عادتہ ہو ہیو الا ہے۔ غالباً وہ صبح کا وقت ہو گا یا کچھ حصہ رات میں سے یا ایسا وقت ہو گا جو اس سے قریب ہے۔ پس اے عزیزو! تم جو خدا تعالیٰ کی وحی پر ایمان لاتے ہو ہنسیا رہو جاؤ اور اپنی توبہ کے جامہ کو خوب پاک اور صاف کر دو کہ تمرا بیتھالے کا غضب آسمان پر بکھر کا ہے وہ چاہتا ہے کہ دنیا کو اپنا چہرہ دکھائے۔ بجز توبہ کے کوئی بناء نہیں۔ ہلاک ہو گئے وہ لوگ جنکا کام مٹھٹھ اور منہ سے ہے جو گناہ اور معصیت سے باز نہیں آتے اور انکی مجلسیں ناپاکی اور عفت سے بھری ہوئی ہیں اور انکی زبانیں مردار سے بدتر ہیں وہ بار بار کی نشوونوں سے خدا تعالیٰ کے غضب کو بکھڑکاتے ہیں۔ وہ دونکے اندھے ہیں۔ اور خدا نینالے فرماتا ہے کہ اس روز میں ان پر رحم کر دگا جبکہ دل مجھ سے ترسان اور ہراسان میں جو نہ بدی کرتے ہیں اور نہ بدی کی مجلسوں میں بیٹھتے ہیں اور خدا نے یہ بھی فرمایا کہ اس روز تیرے لیے فتح نمایان ظاہر ہوگی۔ کیونکہ خدا اس روز وہ سب کچھ دکھلائیگا جو قبل از وقت دنیا کو سنایا گیا۔ خوش قسمت وہ جو اب بھی سمجھ جائے۔ یاد رہے کہ خدا کا غضب نہایت عین در عین ہوتا ہے۔ بجز ان خدا کے مسلوں کے جو جناب الہی میں برگزیدہ ہوتے ہیں اور کسی پر نہیں کہتا اور کہہ سکتا اس خالص عجب کے اطلاع نہیں دیکھاتی پس مجھے خدا تعالیٰ نے اطلاع دی ہے تادہ جو خدا تعالیٰ کو شناخت نہیں کرتے اور نہ سمجھتے۔ انکو تپہ لگ جائے۔ میں محض ہمدردی کی لالہ سے یہ بھی کہتا ہوں کہ اگر لوگ بٹھے بٹھے مکانوں سے جو درمنزل سے درمنزل ہیں اجتناب کریں تو اس میں رعایت ظاہر ہے۔ آئندہ انکا اختیار۔ والسلام۔ المشرع مرزا غلام احمد قادیانی۔ ۲۹۔ اپریل سنہ ۱۳۰۷ بروز شنبہ۔

## ضروری گذارش لائق توجہ گورنمنٹ

یہ عجیب زمانہ ہے کہ ہمدردی کی بھی ناشکری کیجاتی ہے بعض اخباروں والے خاصکر یہ اخبار لاہور اس بات سے ہماری جماعت کے ہر ایک ذی مقدرت اور گورنمنٹ مختلف افسران میں پہنچتے ہیں واجب ہو گا کہ عوام کی غلطیاں دور کرنے کے لیے اور شیر بر لوگوں کے دھوکے کے ازالہ کیلئے جو ناجی میر کا اشتہار لکھنے والے معنے کو کے سادہ لوگوں کو توشیح میں ڈالتے ہیں اور گورنمنٹ کو بھی عداوت کو کا دیتے ہیں کسی اپنے نام پر بھی اشتہار لکھنا چھاپ کر اپنے گورنمنٹ میں اور دور دروز کیس میں شائع کر دیں تا سستی ثواب ہوں اور لوگوں کی غلط فہمی دور ہو جائے ہر

بہت ناراض ہوئے ہیں کہ میں نے دو سر زلزلہ کی خبر کیوں شائع کی ہے حالانکہ ان کا خوب معلوم ہے کہ جو کچھ میں نے شائع کیا وہ بیہوشی سے نہیں ہے اور کسی کو آزار دینا اور تشویش میں ڈالنا میرا مقصد ہے میں نے پہلے اس سے سلسلہ میں ایک زلزلہ شدید کی خبر شائع کی تھی جس کا یہ مضمون تھا کہ ایک زلزلہ سخت آیا والا ہے جو ہولناک ہو گا اور پھر میں نے اسی زلزلہ کے بارے میں کسی سلسلہ میں بذریعہ اخبار شائع کیا کہ وہ زلزلہ آیا والا ایسا ہو گا کہ جس سے ایک حصہ ملک کا تباہ ہو جائیگا اور بڑی بڑی عمارتیں گر جائیں گی اور جو عارضی طور پر فرد گاہین میں وہ بھی گر جائیں گی اور جو مستقل سکونت کی عمارتیں میں وہ بھی نابود ہو جائیں گی اور اس زمانہ سے پچیس برس پہلے بھی میں نے اپنی کتاب برہمین اٹھریلی ہی زلزلہ کی خبر دی تھی اور لکھا تھا کہ اس سے پہاڑ پھٹ جائیں گے اور بڑی آفت پیدا ہوگی اور جب وہ پیشگوئی ہم اپریل ۱۹ء کو پوری ہو گئی اور ہندوگان خدا کا وہ نقصان ہوا جس کی تحریر کرنیکی حاجت نہیں تھی اس حادثہ سے اس قدر مدد پہنچی کہ جسکے بیان کرنیکے لیے الفاظ نہیں اور میں خیال کرتا ہوں کہ بہت کم ایسے لوگ ہونگے جنکو میری مانند ملک کی اس تباہی کا صدمہ پہنچا ہو کیونکہ اس زلزلہ کے بعد مجھے بار بار یہ خیال آیا کہ میں نے بڑا گناہ کیا کہ جیسا کہ حق شائع کر دیا تھا اس پیش گوئی کو شائع نہ کیا کیونکہ وہ پیشگوئی صرف اردو کے دو اخبار اور دو رسالوں میں شائع ہوئی تھی اور یہ بھی فروگزاشت ہوئی ہے کہ عربی پیش گوئی کا ترجمہ بھی نہیں ہوا تھا اور یہ بھی بڑی غلطی ہوئی کہ انگریزی اخباروں میں اس کو شائع نہیں کیا گیا تھا اگرچہ میں اس وقت جانتا تھا کہ میرا لکھنا لوگوں کو ایک باجی احتیاط کی طرف مصروف نہیں کرے گا کیونکہ قوم میری باتوں کو بظنی سے دیکھتی ہے اور ہر ایک بھلائی کی بات جو میں پیش کرتا ہوں بجز گالیان سننے کے میں اس کا کوئی صلہ نہیں پاتا تاہم میرے دل کو اس غم نے سخت گھیرا کہ جو خبر مجھے پہلے سے بہت صفائی سے خدائے عظیم و حکیم کی طرف سے ملی تھی میں نے اسکی پورے طور پر اشاعت نہ کی اور اگر میں پورے طور پر اشاعت کرتا اور بار بار تذکرہ کرتا تو ممکن تھا کہ اس پر کاربند ہو کر بعض جائیں پنج جائیں چنانچہ جس قدر میری جماعت میں سے دھرم سالہ اور کانگریہ اور کلو وغیرہ میں لوگ رہتے تھے یا ملازم تھے ایک بھی ان میں سے ضائع نہیں ہوا اسکی وجہ یہی ہوگی کہ وہ زلزلہ کی خبر کو پہلے سے یاد رکھتے ہوئے اور حتی الوسع اپنی باطنی اصلاح بھی کی ہوگی میں اسی غم اور پریشانی میں تھا کہ مکہ فوج پھر مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے خبر ملی کہ ایک زلزلہ آیا والا ہے جو قیامت کا منہ نہ ہو گا اس خبر کو سنتے ہی میرے بدن پر لرزہ پڑ گیا اور میرے دل کی وہ حالت ہوئی جسکو میرا خدا جانتا ہے اور جیسا کہ میں لکھ چکا ہوں میں پہلے سے بہت شرمندہ تھا کہ میں نے زلزلہ کی پہلی خبر کو کا حقہ کیوں شائع نہ کیا اور کیوں بنی نوع کی پوری ہمدردی نہ کی اب دوسرے زلزلہ کی خبر پا کر میرا دل اس بات کیلئے بے اختیار ہو گیا کہ پہلی فروگزاشت کا اب تدارک کروں اسی غرض سے میں نے تین اشتہار شائع کیے تالوگوں کو متنبہ کروں کہ منی المقدور اپنے اعمال کی اصلاح کریں اور جہاں تک ممکن ہو ایسی عمارتوں کے

لے اس کے واسطے کوئی تاریخ معین نہیں ہے کیونکہ خدا تعالیٰ نے کوئی خاص تاریخ میرے پر ظاہر نہیں فرمائی بعض لوگوں کو غلطی لگی ہے کہ ہم نے اس سے پہلے کوئی تاریخ معین نہیں ہے کہ ہم نے کوئی تاریخ نہیں لکھی ایسی پیشگوئیوں میں عموماً یہی سنت الہیہ چنانچہ انجیل میں بھی

بچیں جو دو منزل سے منزل میں اور کئی دفعہ بیٹے پہلی فروگداشت کو پورا کر نیسے یہ کئی ہزار اشتہار شائع کیے اور اخبار زمین بھی یہی مضمون شائع کرایا اور یونیورسٹی وغیرہ انگریزی اخبار زمین بھی شائع کر دیا بلکہ اس اطلاع کیلئے ایک جیٹھی بخدمت جناب لٹنٹ گورنر بہادر اور ایک جیٹھی جناب لٹنٹ گورنر والیسرے بالقابہ بخدمت میں بھیجی گئی اور ابھی میں اس بات کی طعن متوجہ ہوں کہ یا تو خدا تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اس گھڑی کو ٹال دے اور مجھے اطلاع دے اور یا پوسے طور پر بقید تاریخ اور روز اور وقت اس نیولے حادثہ سے مطلع فرمائے کیونکہ وہ ہر ایک بات پر قادر ہے۔ اب ناظرین سمجھ سکتے ہیں کہ کسی بذاتی یا لازاری یا ستانے کیلئے بیٹے یہ کام نہیں کیا اور جس آئینولے زلزلہ سے بیٹے دوسروں کو ڈرایا ان سے پہلے میں آپ ڈرا اور اب تک قریباً یکماہ سے میرے خیمے باغ میں لگے ہوئے ہیں میں واپس قادیان میں نہیں گیا کیونکہ مجھے معلوم نہیں کہ وہ وقت کیلئے نیوالا ہے بیٹے اپنے مریدوں کو بھی اپنے اشتہارات میں بار بار یہی نصیحت کی کہ جسکی مقدرت ہو اسے ضروری ہے کہ کچھ مدت خیموں میں باہر نکل میں ہے اور جو لوگ بے مقدرت ہیں وہ دعا کرتے ہیں کہ خدا اس بلا سے میں بچائے پس میری نیک نیتی پر اس سے زیادہ کون گواہ ہو سکتا ہے کہ اسی خیال سے میں مع اہل و عیال اور اپنی تمام جماعت کے جنگل میں پڑا ہوں اور جنگل کی گرمی کو برداشت کر رہا ہوں حالانکہ قادیان طاعون سے بالکل پاک صاف مگر جس بات سے خدائے ڈرایا اس سے ڈرنا لازم ہے اور جس ضرر کا یقین ہے اس کے بنی نوع کو ڈرنا بھی شرائط ہمدردی میں داخل ہے اگر میں دیکھوں کہ کسی گھر کے کسی حصہ کو آگ لگنے کو ہے اور گھر کے لوگ خواب میں ہیں ان کو کچھ خبر نہیں اور میں ان کو اطلاع نہ دوں کہ وہ تشویش میں پڑیں گے تو میں ایک سخت گناہ کا مرتکب ہوں گا۔ یہی یاد ہے کہ کسی کمزور بنا پر پیشگوئی نہیں کی گئی ہے بلکہ اگر حکام کی طرف سے بھی میرے اس دعوے کی پڑاؤں ہو تو کم سے کم ہزار پیشگوئی ایسی ثابت ہوگی جو سچی نکلی پس جبکہ میں صد ہا پیشگوئیوں کی سچائی کے تجربہ سے اس بات کے باور کہ نیک لیے ایک بھاری ثبوت اپنے پاس رکھتا ہوں کہ جو کچھ خدا نے مجھے فرمایا ہے سچ ہے تو پھر اس کو گوگو متنبہ نہ کرنا ایک ظلم تھا کیونکہ یہ ایک زلزلہ کی پیش گوئی قطعی نہیں بلکہ شرطی ہے ہر ایک شخص، نیک چلنی، اختیار کر لیا وہ بچا یا جائیگا پس ایسے شخص کو کیا غم ہے جو اپنے چال چلن کی درستی رکھتا ہے مان وہ بد معاش لوگ جو اپنا بدیشہ بدکاری حرامخواری خونریزی وغیرہ رکھتے ہیں البتہ ایسے اشتہاروں سے وہ تشویش میں پڑیں گے سوائے تشویش کی خدا کو پروا ہے اور نہ گورنمنٹ کو اگر ان کو خوش رکھنا مقصود ہو تو انسانی گورنمنٹیں ان کے لیے جینے کیوں تیار کرتی ہیں؟

۴ صرف یہ لکھا ہے کہ زلزلے آئیں گے مگر تاریخ مقرر نہیں ہے مجھے اب تک قطعی طور پر یہ بھی معلوم نہیں کہ اس زلزلہ سے حقیقت ظاہری زلزلہ مراد ہے یا کوئی اور شدید آفت ہے جو زلزلہ کا رنگ بنو اندر رکھتی ہو بہر حال اس سے خوف کرنا لازم اور احتیاط رکھنا ضروری سمجھتا ہوں اب تک خیموں میں باہر نکل میں گزار کرنا ہوں اور خیموں کے خریدنے اور عمارتوں کے بنانے میں ایک ہزار روپیہ کے قریب ہمارا خرچ بھی ہو چکا اور اس قدر خرچ کو ان کا سکتا ہے جو اس کے جو سچے دل سے ایک نیوالے حادثہ پر یقین رکھتا ہے مجھے بعد میں زلزلہ کی نسبت یہ بھی الام ہو تھا پھر ہمارا آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی، مجھے اس پر غور کر نیسے اجتہادی طور پر خیال گذرتا ہے کہ ظاہر الفاظ وحی الہی کے یہ چاہتے ہیں کہ یہ پیشگوئی ہمارا کے ایام میں یورپی ہوگی۔ شاید ان تحریکات کے لیے ہمارے ایام کو کچھ خصوصیت ہو اور ممکن ہو کہ اس وحی کے دوسری ہوں اور ہمارا کو کچھ دوسرے



میری سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ کس قسم کی بدظنی ہو جو مخالف لوگ مجھ پر کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں اپنے اشتہار و تشویش میں ڈال دیا ہے میں نہیں سمجھ سکتا کہ کیسی تشویش ہے میں نجم ہونی کا دعویٰ نہیں کرتا نہ مجھے علم حیا لوجی کی مہارت کا کوئی دعوہ صرف یہ دعویٰ ہے کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے وحی پاتا ہوں مگر اس دعویٰ کے یہ لوگ سخت منکر ہیں اور اسی بنا پر مجھے کافر اور دجال کہتے ہیں اور اسی بنا پر یہ لوگ میری تکذیب کہتے ہیں ان لوگوں نے ہزار ہا اشتہار میری نسبت شائع کیے ہیں کہ اس دعویٰ میں یہ شخص جھوٹا ہے بلکہ اس قدر عنتوں اور گالیوں سے بھرے ہوئے میری نسبت دنیا میں اشتہار شائع کر چکے ہیں جسے کم سے کم دس کوٹھے بھر سکتے ہیں تو پھر کیا کوئی سمجھ سکتا ہے کہ میری ایسی پیشگوئیوں سے وہ ڈرتے ہوں جو شخص ان کے نزدیک جھوٹا ہے اس سے ڈرنے کے کیا معنی؟ اگر مجھے بدگمان خدا کی سچی ہمدردی مجبور نہ کرتی تو میں ایک فی بھی شائع نہ کرتا بلکہ پہلی پیشگوئی کا بڑے زبردست طور سے پورا ہونا اور ہزار ہا جانوں کا نقصان ہونا مجھے کھینچا اس طرف لایا کہ میں

مثلاً (نوٹ) اس جگہ نمونہ کے طور پر فیض میں سے ایک کا اشتہار نقل کیا جاتا ہے جس سے ظاہر ہو گا کہ ہماری پیشگوئی کی جہاں طرح کمزیر کیجاتی ہے تو پھر یہ پیشگوئیاں کیسے واسطے تشویش کا موجب نہیں ہیں اور نہ لوگ اس سے ڈرتے ہیں بلکہ اس پر مضحکہ اڑاتے ہیں۔ چنانچہ ایک نازہ اشتہار کی کچھ عبارت ہم اس جگہ بطور نمونہ کے نقل کر کے دکھاتے ہیں کہ ایسے فیض میں ہماری پیشگوئیوں کا کیا اثر پڑ سکتا ہے اور وہ عبارت یہ ہے

میں آج ۶ مئی ۱۹۷۹ء کو اس امر کا بڑے کمزور اور دعوے سے اعلان کرتا ہوں اور تمام لوگوں کو اس بات کا یقین دلاتا ہوں اور جو خدا کا اور نہ کچھ ہو سکے وہ لوگوں کو اطمینان اور تسلی دیتا ہوں کہ قادیانی نے ۵-۸-۲۱-۲۹-۲۹ اپریل ۱۹۷۹ء کے اشتہاروں اور اخباروں میں جو لکھا ہے کہ ایک ایسا سخت زلزلہ آئیگا جو ایسا شدید اور خوفناک ہو گا کہ نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہے نہ کسی کان نے سنا۔ مگر شین قادیانی زلزلہ کے آمد کی تاریخ یا وقت نہیں بتاتا۔ مگر اس امر پر بہت زور دیتا ہے کہ زلزلہ ضرور آئیگا ایسی میں اُن بھوکے بھالے سادہ لوح آدمیوں کو جو قادیانی کی صرف لفاظیوں اور اخباری رنگ آمیزیوں سے خوفناک ہو رہے ہیں۔ بڑے زور سے اطمینان اور تسلی دیتا ہوں اور خوشخبری دیتا ہوں کہ خدا کے فضل و کرم سے شہر لاہور وغیرہ میں یہ قادیانی زلزلہ ہرگز نہیں آئیگا! نہیں آئیگا! اور نہیں آئیگا! اور آپ ہر طرح اطمینان اور تسلی رکھیں۔ مجھے یہ خوشخبری حقیقی نور الہی اور کشف کے ذریعہ سے دی گئی ہے جو انشاء اللہ بالکل ٹھیک ہوگی۔ میں بکرہ سر کر رہتا ہوں اور اس نور الہی سے جو مجھے بذریعہ کشف دکھایا گیا ہے مستفیض ہو کر اور اس کے اعلان کی اجازت پا کر دیکھنے کی چوٹ کھتا ہوں کہ قادیانی ہمیشہ کی طرح اس زلزلہ کی نشین گوئی میں بھی ذلیل اور رسوا ہو گا اور خداوند تعالیٰ حضرت خاتم المرسلین شفیع المذنبین کی طفیل سے اپنی گنہگار مخلوق کو اپنے دامن عاطفت میں رکھ کر اس ناریہ آفت سے بچائیگا۔ اور کسی فرد بشر کا بال تک ہینکا نہ ہو گا +

مثلاً ۱۹ مئی ۱۹۷۹ء کو بوقت ۵ بجے صبح خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ وحی ہوئی۔ صدقن الرویا انکذا لک نجی المتصد قین یعنی زلزلہ کی نسبت تیرے دیکھے ہوئے کو پہنچے



اس نے یہ لکھا تھا کہ نیویارک کی عورتیں ایک سمور کے کوٹ پر اٹھارہ ہزار روپے کے قریب خرچ کر دیتی ہیں اس پر بعض اخباروں نے نکتہ چینی کی اور اس امر کی صحت کے انکار کیا ایسے مسٹر فٹ نے دوبارہ پوری تحقیق کے بعد پھر یہ مضمون لکھا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ نیویارک کے ایک مشہور سمور فروش کی دکان پر ایک درمیانہ حیثیت کے کوٹ کی جو ہلکے چمڑے سے تیار ہوا ہوا تھا تیس ہزار روپیہ قیمت بیان کی گئی۔ جب یہ پوچھا گیا کہ اس قسم کے عمدہ کوٹ پر کس قدر خرچ آتا ہے تو سمور فروش نے جواب دیا کہ عمدہ کوٹ کے تیار کرنے پر تیس روپے فی لمبے خرچ آتا ہے اس حساب سے اگر کوٹ ۳۰ لمبے لمبا ہو تو اس کی قیمت ننانوے ہزار روپیہ ہوگی اور اگر ٹخنوں تک لمبا کوٹ تیار کر لیا جاوے تو اس کی لاگت ایک لاکھ ستیس ہزار روپیہ ہوگی۔ امیر عورتوں کا کم سے کم سالانہ خرچ صرف لباس کا ایک لاکھ پندرہ ہزار آٹھ سو روپے ہوتا ہے ان واقعات کو مد نظر رکھ کر مسٹر فٹ اس نتیجہ پر پہنچا ہے کہ نیویارک میں چھ ہزار عورتیں ہر سال باران کرڈر سے زیادہ روپیہ لباس پہنا دیتی ہیں اور اسکے بعد وہ لکھتا ہے ”اور یہ صرف ایک شہر کا قصہ ہے اور دوسرے بڑے بڑے شہروں مثلاً بوسٹن، شکاگو، فلاڈلفیا اور باقی ملک کے اخراجات علاوہ ہیں۔ امریکہ میں یقیناً دس ہزار عورتیں ایسی موجود ہیں جو اپنے خرچ لباس کو درمیانہ درجہ پر لے آئیں یعنی صرف نو ہزار روپیہ سالانہ لباس خرچ کر کے غلبہ کیلئے نو کرڈر پہن ہر سال بچا سکتی ہیں۔ اور نو ہزار روپیہ لباس کیلئے کچھ تھوڑا خرچ نہیں ہے“ بالمقابل اسکے عام لوگوں کی یہ حالت ہے کہ سات یا آٹھ لاکھ کے آدمیوں کے لباس کا خرچ بمشکل ایک سو پچاس روپے تک پہنچتا ہے۔

اس فصولہ خرچ کو بیان کر نیے بعد راقم مضمون ان لباسوں کے پہننے کی اصل غرض کی طرف توجہ کرتا ہے اس کی رائے میں اس کی غرض خاوندوں کو خوش کرنا نہیں بلکہ اصل غرض یہ ہوتی ہے کہ تاجروں کو ان فاجر لباسوں کو دیکھیں وہ ان کے پہننے والوں کی تعریف کریں۔ وہ کہتا ہے کہ ”ایک دفعہ مجھے نیویارک کی ایک سرائے میں ٹھہر نیکہ اتفاق ہوا۔ اور کھانا کھانے کے وقت میرے پاس ہی اتفاقاً دو میان بیوی تھیں جو عموماً الگ بیٹھتے تھے میں نے غور کیا کہ ہر شام کو بیوی نیا لباس پہن کر آتی تھی۔ ایک ہفتہ کے بعد میں یہ دیکھنا شروع کیا کہ آیا پہلے پہننے والے لباسوں کو ہی پھر دوبارہ پہن کر آتی ہے یا نہیں۔ مگر چھ ہفتہ تک یعنی جب تک میں اس سرائے میں ٹھہرا رہا میں نے دیکھا کہ ہر روز وہ عورت نیا لباس جو پہلے سے بڑھ چڑھ کر پہنا پہن کر آتی۔ اور میں حیران ہی رہا کہ ایک معمولی سے خاوند کے ساتھ ان نہایت قیمتی اور نوبتوں لباسوں پہن کر آجئے کیا معنی ہیں“ درحقیقت جیسا کہ اس پرچہ میں لکھا گیا ہے ہزار کرڈر دینے والی دکھاوے اور نمائش تہذیب یافتہ ممالک میں دن بدن ترقی پ رہے اور اس کی وجہ صرف یہی ہے کہ عورت کو اس دایرے سے باہر نکال دیا گیا ہے۔ جو قدرتی اسکے لیے تجویز کیا ہے۔

امریکہ میں جو تہذیب میں اول نمبر پر ہے عورتوں کی حالت دن بدن ایسی بگڑ رہی ہے کہ انگلستان میں بھی ان عورتوں کو اخلاقی وبا کے نام سے پکارا جاتا ہے چنانچہ ایک عورت لیوکس میڈل نے انہیں خیالات کا اظہار اخبار فارٹنٹائیٹل میں





## رُویا و الہامات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

یکم مئی۔ ایک اشتہار دیکھا جس کے اوپر لکھا ہوا ہے ”البارک“ پھر الہام ہوا بركة زایدۃ علی هذا الرجل۔  
 ۳ مئی۔ دما رمیت اذ رمیت ولكن الله لا یخفی عنہ کسی نے ایک لکھا ہوا کاغذ دکھایا جس پر لکھا ہوا ہے۔  
 دو آہ نادر شاہ کمان گیا۔ ۹ مئی۔ ویتنبئونک احق هو قل ای وری انہ لحن + ۹ مئی۔ پھر بار آئی  
 خدا کی بات پھر پوری ہوئی ۱۰ مئی۔ کیا عذاب کا معاملہ درست ہے۔ اور اگر درست ہے تو کس حد تک + ۱۳ مئی۔ رُویا  
 معلوم ہوتا ہے کہ گویا میرا ایک مقدمہ ہے جس حاکم کے سامنے ہے وہ قائم علی (ایک پرانا ای لے سی) معلوم ہوتا ہے اور اس کے  
 سرشتہ دار میرے بھائی میرزا غلام قادر مرحوم ہیں۔ ہم تینوں قریب قریب ہی زمین پر بیٹھے ہیں۔ حاکم نے سرشتہ دار کو  
 کہا کہ پچیس روپے طلبانے کے داخل کریں۔ میں نے دیکھا تو جیب میں روپے موجود تھے سو میں نے نکال کر دیدیے +

۱۴ مئی۔ میان محمود اور ایک اور بچہ بیمار تھے دعا کی تو الہام ہوا۔ سلام فوکا من رب (حلیہ پر خدا کا رحم ہے) کی  
 بھی اس ڈرینین + ۲۲ مئی۔ صدق الرویا ان الکن الک فجری المتصدقین۔ اس الہام میں تصدیق  
 خبر زلزلہ ہے) ۲۳ مئی۔ بوقت دوپہر ”زمین تہ بالا کر دی“ انی مع الافواج التی کجعتہ۔ ”نگرا اٹھا دو“  
 ۲۴ مئی۔ گزشتہ رات کو دیکھا کہ ایک لڑکی جس کا نام زینب ہے ساتھ ہے۔ ایک کنوئین پر گئے ہیں جو باغ کے باہر جنوب مغربی  
 کونہ پر واقع ہے۔ اور کہا کہ اس سے دور رہنا چاہئے۔ ایسا نہ ہو کہ زلزلہ کے سبب یہ کنوئین زمین کے اندر گر پڑے۔ گویا  
 زلزلہ کے سبب کنوئین کے زیر و بالا ہونیکا بھی اندیشہ ہے + فرمایا چند روز ہو گئے ہم نے خواب میں دیکھا کہ ایک جگہ مردار پڑے ہیں  
 (نحمدہ صلی علیہ وسلم والی پیش گوئی جو حضرت مسیح موعودؑ نے مطابق وحی الہی اشتہا السنہ میں شائع کی تھی اور  
 اخبار بیکر مورخہ ۱۳۔ اپریل ۱۸۷۱ء میں چھپی تھی پوری ہوئی یعنی دھرم سالہ میں مورخہ ۲۰ مئی ۱۸۷۱ء کو پھر سخت زلزلہ آیا  
 اور نئے مکانات جو ٹالیش کی واسطے بنائے گئے تھے کئی گر گئے۔ دیکھا اخبار سول ملری گزٹ مورخہ ۲۴ مئی ۱۸۷۱ء)۔

۲۵ مئی۔ اُرید ما تریدون۔ ۲۶ مئی۔ (۱) مثلاً الذین انعمت علیہم

(۲) میں انکو سزا دوں گا۔ (۳) میں اس عورت کو سزا دوں گا۔ معلوم نہیں یہ کس کے متعلق ہے۔ پھر فرمایا

گھر میں طبیعت بہت علیل تھی میں نے دعا کی تو انکے متعلق یہ الہام ہوا۔

رَدَّ الیہا دَحْہَا وَرَیجَاہَا + اِنِّی رَدَدْتُ الیہا رَدَّہَا وَرَیجَاہَا۔

رُویا۔ اس بوقت جبکہ مذکورہ بالا الہام ہوا۔ دیکھا کہ کسی نے کہا کہ آنے والے زلزلے کی یہ نشانی ہے جب میں نے نظر اٹھائی  
 تو دیکھا کہ اس ہمارے خیمہ کے سر پر سے جو باغ کے قریب نصب کیا ہوا ہے ایک چیز گری ہے خیمہ کی چوکی اور کاسرا

اور اس طرح ایک اور خبر جاری ہوئی جس میں ہم دانت چپے آئے۔

وہ چیز ہے۔ جب میں اٹھایا تو وہ ایک لونگ ہے جو عورتوں کے ناک میں ڈالنے کا ایک زیور ہے اور ایک کاغذ کے اندر پلٹا ہوا ہے۔ میرے دل میں خیال گذر کہ یہ ہمارے ہی گھر کا مدت کے گھوڑا ہوا تھا۔ اور اب ملا ہے اور زمین کی بلندی سے ملا ہے اور یہی نشانی زلزلہ کی ہے۔

۲۷۔ مئی۔ عبد القادر رضی اللہ عنہ اری رضوانہ۔ اللہ اکبر۔ پہلی وحی کے متعلق فرمایا خدا اپنی کچھ قدرتیں میرے واسطے ظاہر کر نیوالا ہے اس واسطے میرا نام عبد القادر رکھا۔ رضوان کا لفظ دلالت کرتا ہے کہ کوئی فعل دنیا میں خدا کی طرف سے ایسا ظاہر ہو نہیوالا ہے جس سے ثابت ہو جائے اور دنیا پر روشن ہو جائے کہ خدا کچھ پر راضی ہے۔ دنیا میں بھی جب بادشاہ کسی پر راضی ہوتا ہے تو فعلی رنگ میں بھی اس رضا مندی کا کچھ اظہار ہوتا ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ اس کی رضا پر دلالت کرنے والے افعال دیکھتا ہوں۔

(مومن کو اللہ تعالیٰ کی رضا بہت پیاری ہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ مومنین جب بہشت میں داخل کیے جائینگے تو ان سے کہا جائیگا۔ کہ اب مانگو جو کچھ مانگنا چاہتے ہو تو وہ عرض کریں گے کہ اے رب تو ہم پر راضی ہو جا جو اب ملیگا اگر میں راضی نہ ہوتا تو تمکو بہشت میں کس طرح داخل کرتا۔)

۲۸۔ مئی۔ روایا۔ شیخ رحمت اللہ صاحب کی ایک گھڑی میرے پاس ہے اور ایک ایسی چیز جیسے ترازو کے دو پلڑے ہوتے ہیں۔ مثل جھیسور و مکی بنیگھی کے۔ میں ایک ڈولی میں بیٹھا ہوا ہوں۔ پھر کسی نے میان شریف احمد کو اس میں بٹھلویا۔ اور اسکو چکر دینا شروع کیا۔ اتنے میں گھڑی گر گئی اور اس جگہ کے قریب ہی گری ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اسکو تلاش کرو۔ ایسا نہ ہو کہ محمد حسین تالش کرے۔

فرمایا کہ خیال گذرنا ہے کہ شاید گھڑی سے مراد وہ ساعت ہے جو زلزلہ کی ساعت ہے جو معلوم نہیں واللہ اعلم اور وہ رحمت کی ساعت ہے یعنی یہ ساعت ہمارے واسطے رحمت الہی کا موجب ہوگی۔

۲۹۔ مئی۔ یاتون من کل فج عیق۔ یاتینک من کل فج عیق۔ ۳۰۔ مئی۔ قبل ظہر فرمایا۔ آج ایک عجیب الہام ہوا ہے جو پہلے کبھی نہیں ہوا۔ صلوٰۃ العرش الی العرش یعنی رحمت الہی جو تیرے اسکی کیفیت یہ ہے کہ وہ عرش سے لیکر فرش تک ہے۔ فرمایا اس میں کمی کیفی مبالغہ ہے گویا اللہ تعالیٰ کی رحمت کے فضاء کو بھر دیا۔ یہ الہام آئندہ بشارت پر دلالت کرتا ہے یعنی ہی نہیں بلکہ علی رنگ میں ظاہر ہو نہیوالا ہے اللہ تعالیٰ کی سنت ہے کہ جب کسی سے خوش ہوتا ہے تو اس پر انعام و اکرام بھی کرتا ہے برخلاف اہل دنیا کے کہ وہ جب کسی سے کوئی عین ذرا نہ وغیرہ لے لیتے تو صرف لفظوں میں کہہ دیتے ہیں ہم تیرے بہت خوش ہیں غرض یہ بڑا مبشر الہام ہے عرش تو تجلی گاہ الہی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ زمین میں بھی قبولیت پیدا کر دیا۔ جیسا کہ ایک حدیث میں آیا ہے کہ ایک شخص گناہی کیا یقین ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جب اس سے راضی ہوتا ہے تو جبریل کہہ دیتا ہے کہ ملائکہ کو اسکی خبر کر دو اسی طرح وہ دو سر ملائکہ کو اور زمین میں اسکی قبولیت ڈالیا جاتی ہے کل جو الہام ہوا۔ یاتون من کل فج عیق یاتینک

میں کل فج عیق۔ یہ بڑا مبشر الہام ہے جو براہین احمد میں درج ہے مگر کل بھلا اسکی خبر دے رہی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ رنگ میں اسکا ظہور ہوا ہے۔ ۳۱۔ مئی۔ فرمایا گھر میں طبیعت علیل ہی اعلیٰ جاتی تھی بہت دکانی

یہ آیت سورتہ البقرہ آیت ۱۷۷ میں ہے۔ جسے تفسیر و تہذیب و تمدن ان پتھر کی ہے۔

۲- جون۔ یعنی الناس میں الامراض ترجمہ لوگوں کو بیماریوں سے نجات دیتا ہے اور دیگا۔ یعنی خدا تعالیٰ بہتوں کو ہماری دعاؤں سے بیماریوں سے نجات دے گا +  
۹- جون۔ انی معک ومع اھلک ومع کل من احبک + ۱۳- جون۔ صبح کے وقت پانچ سطرن فارسی

(بقیہ صفحہ ۱۸۱) کہ انکو اس سلسلہ کی اشاعت کی توفیق ملے۔

اسوقت احمدی قوم کا کیا فرض ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ ناپڑتا ہے کہ اس فرض کی بجا آوری میں سستی ظاہر کی جا رہی ہے۔ جہاں پہلے دو سو کے قریب رسالے باہر مفت بھیجے جاتے تھے اب اعانت کے کم ہو جانے کی وجہ سے منہج مجبور ہو گیا ہے کہ ان رسالوں کی تعداد میں کمی کرے۔ امید تو یہ تھی کہ پہلے جوش کے بعد جو حضرت اقدس کے پر زور الفاظ سے قوم میں پیدا ہوا تھا وہ بدن ترقی ہوگی مگر خلاف توقع یہ سلسلہ اب بہت ہی رو بہ کمی ہو رہا ہے۔ اس لیے میں اپنے سب احباب کو دوبارہ توجہ دلاتا ہوں کہ یہ ایک نہایت ضروری امر تبلیغ سلسلہ کا ہے۔ مثلاً اس وقت مسٹر عبدالحق سیورایٹ صاحب کے نیوز لینڈ و امریکہ وغیرہ جانیسے یہ ضرورت محسوس ہوئی ہے کہ بہت سے پرچے انکی معرفت ایسے لوگوں کو بھیجے جائیں جنکو وہ قبولیت کے لیے کسب قدر مستعد ہیں تاکہ شکوک رفع ہوں۔ لیکن اگر اعانت کی رفتار اسی طرح کم ہوتی گئی جس طرح ہو رہی ہے تو نہ صرف یہ ضرورت پوری نہ ہو سکے گی بلکہ جاری شدہ پرچہ لکھا بڑا حصہ بھی بند کرنا پڑے گا۔ حالانکہ اگر قوم متفقہ کوشش کرے تو آٹھ دس ہزار رسالے بھی مفت جاسکتے ہیں۔ یہی وقت مدد کا ہے۔ عنقریب وہ وقت آئیوالا ہے کہ نوادان مالک میں پرہمت معاون پیدا ہو جائیں گے اور اسوقت اس اعانت کی ضرورت بھی نہ رہے گی۔ پس میری آخری التماس اپنے سب بھائیوں سے پھر یہ ہے کہ پورا زور اس سلسلہ کی تبلیغ پر صرف کریں اگر انکی کوششوں سے کچھ آدمی بھی دین حق قبول کر لیں تو انہوں نے اپنی مراد پالی۔ جنہوں نے وعدے کیے ہیں وہ ایسا کریں اور جنہوں نے ابھی تک ایمین حصہ نہیں لیا وہ بھی بقدر ہمت حصہ لیں + والسلام۔  
محمد علی ۲- جون ۱۹۶۱

## ضروری اطلاع

رسالہ نور الدین جس میں داخل مصنف کے بعد نظر ثانی کی سی قدر اضافہ کیا ہے خوشخط و عمدہ کاغذ

پر چھپکر تیار ہے قیمت علاوہ محصول اک ۰.۸ روپے۔ درخواستیں اس پتہ پر ہوں +

سیٹھ عبدالاحد ہدایت اللہ جنرل مریٹ ڈکیشن ایجنٹ کٹرہ جیل سنگھ امرتسر +

(باقی آئندہ)

六

ہماری قاریاں اس کی سکتی ہیں۔ حکیم فضلہ رضا صاحب نے اپنے "مجمع ضیاء الاسلام میں نیچر میگزین کیلئے چھاپا

اعلان :- محمد احمد میر نے سلاسل الفضائل قیمت ۲۰ سلاسل التعلیم ۲۰ سلاسل شانِ مقدسہ بھان۔ ر مجموعہ دعاۃ - اسمِ عظم ۴ خطبہ الامامیہ ۲۰ سیرۃ النبی ۲۰ مجموعہ نظمیں بانی - ۲۰ یہ کتب علیحدگی